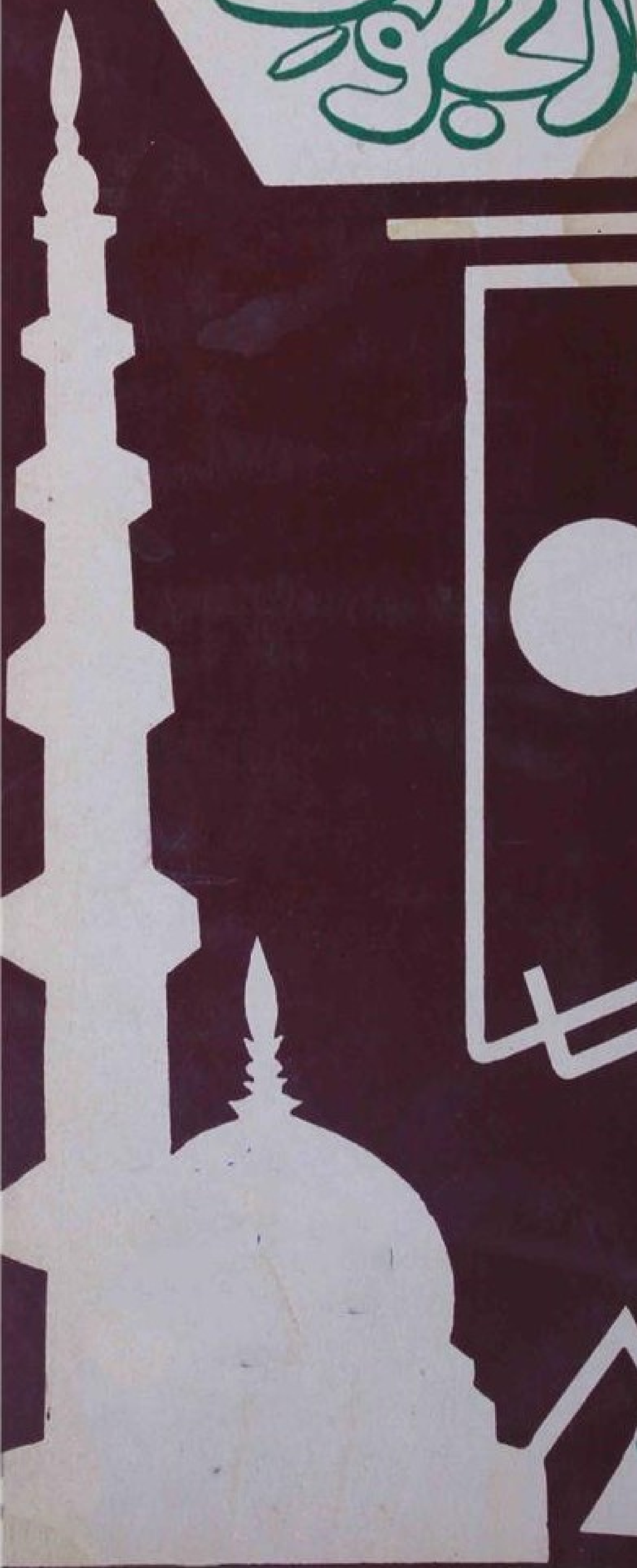
آوازِ غیبی

منقبتی دیوان



از

سید شاہ نصیر الدین بسمل ابوالعلائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آواز کے بوسے

منقبتی دیوان

از

سید شاہ نصیر الدین سنبل ابوالعلائی

آواز کے بوسے

منقبتی دیوان

بار اول — تعداد طبع ایک ہزار

سنہ اشاعت — ۱۴۰۹ھ م ۱۹۸۸ء

کتابت — مرزا اعظم علی بیگ

طباعت — رحیم پریس چھتہ بازار حیدرآباد (اے، پی) فون 528074

ہدیہ — پندرہ روپے

ملنے کے پتے

۱۔ مصنف نمبر مکان R.T 30/2 چندو لال بارہ دری کالونی فون نمبر 524370

۲۔ "مقام وقار" باغ فرید ونجاہ حسینی علم روڈ فون نمبر 524792

۳۔ اسٹوڈنٹس بک ڈپو چار مینار حیدرآباد

۴۔ حسامی بکڈپو مچھلی کمان حیدرآباد

۵۔ مینار بک ڈپو گلزار حوض حیدرآباد

۶۔ الکتاب عابد روڈ حیدرآباد

بسم اللہ و بسم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آواز کے بوسے

منقبتی دیوان

میں اپنی اس کتاب کو عاشقانِ رسولِ خدا
و محبانِ اولیاء اللہ کے نام معنون کرنے کی
عزت حاصل کرتا ہوں۔

سید شاہ نصیر الدین بسمل ابو العلائی

تقدمہ و تبصرہ

جناب سید شاہ نصیر الدین صاحب بسمل ابوالعلائی ایم.اے، ال.ال بی (عثمانیہ) جس طرح قومی اداروں اور علمی و ادبی حلقوں میں مقبول ہیں اسی طرح ان کا کلام بھی تمام اصنافِ سخن پر حاوی ہے اور مقبول خاص و عام ہے۔ ابتدا سے ان کو شعر و سخن کا ذوق رہا ہے۔ اور جیسے جیسے ان کے سن و سال میں اضافہ ہوتا گیا ان کے ذوقِ سخن میں بھی ترقی ہوتی گئی اور انکا کلام بھی پختہ ہوتا گیا۔ "شاعر بنتا نہیں پیدا ہوتا ہے"۔ یہ مثل ان پر صادق آتی ہے ان کا کلام سننے اور پڑھنے سے خود اس امر کی تصدیق ہوجاتی ہے کہ ان کے شعر و سخن کا جذبہ فطری ہے۔

حیدرآباد عرصہ دراز سے علم و ادب کا مرکز رہا ہے۔ بہمنی دور اردو شاعری کا نقطۂ آغاز ہے۔ قطب شاہی اور عادل شاہی دور میں یہ برگ و بار لائی اور بعد میں سلاطینِ آصفیہ کی سرپرستی اور قدردانی نے اسکو بامِ عروج پر پہونچادیا۔ سلطنتِ مغلیہ کے زوال کے بعد لکھنو اور دہلی کا مرکز ثقل حیدرآباد کو منتقل ہوگیا۔ سرزمینِ دکن نے مقناطیس بن کر ممتاز ادیبوں اور شاعروں کو اپنی جانب کھینچا۔ دائرۃ المعارف، دارالترجمہ، عثمانیہ یونیورسٹی کا قیام اردو زبان کیلئے آبِ حیات ثابت ہوا۔ دکن کے آخری تاجدار کی سخن سنجی اور سخن پروری کی شہرت دکن کے حدود سے تجاوز کرگئی۔ لیکن انقلاب زمانہ نے اچانک بساط الٹ دی بقول اسی سخن پرور سلطان العلوم کے۔

سابق کے رنگ ڈھنگ وہ عثمان بدل گئے
منظر نئے نئے ہیں قرینے نئے نئے

اردو زبان کی فصلِ بہار موسمِ خزاں میں تبدیل ہوگئی۔ یہ انقلاب دارالترجمہ کیلئے پیامِ موت ثابت ہوا۔ عثمانیہ یونیورسٹی کا ذریعہ تعلیم اردو سے انگریزی کر دیا گیا لیکن جس کا تخت و تاج چھین لیا گیا اس نے انتہائی صبر وضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے اگر کچھ کہا تو یہ کہا۔

عثماں ز انقلابِ جہاں را گریز نیست
از وضعِ روزگار شکایت چہ می کنی

افسوس صد افسوس کہ وہ زبان جو دکن کی گنگا جمنی تہذیب کا مظہر تھی وہ اپنی جنم بھومی سے جلا وطن کیجا رہی ہے۔ اور اب لے دیکے مشاعروں کی زبان بنکر رہ گئی ہے۔ محافلِ شعر و سخن میں شرکت سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گذشتہ فصلِ بہار پھر آگئی ہے۔ مسموم فضاء میں چند خوشگوار لمحات کا مل جانا اور تھوڑی دیر کیلئے ہی سہی دل و دماغ کا تازہ ہوجانا نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں۔ ایں ہم غنیمت است۔

بھلا گردشِ فلک کی چین دیتی ہے کسے انشاؔء
غنیمت ہے کہ جو صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

اِن محفلوں میں اکثر و بیشتر جناب بسملؔ کی شرکت اور ان کے ترنم ریز نغموں سے فضاء اور خوشگوار ہوجاتی ہے بسا اوقات یہ مشاعروں میں نظامت کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ گذر چکا ہے کہ انھوں نے مختلف اصنافِ سخن میں طبع آزمائی کی ہے اور سال ہا سال کے مشقِ سخن سے حمد و نعت منقبتوں اور غزلوں کا کافی ذخیرہ جمع ہوگیا ہے۔ اس کے منجملہ "پلکوں کی دستک" کے نام سے اُن کا نعتیہ دیوان حال میں منظرِ عام پر آچکا ہے۔ اب اِنکا منقبتی کلام "آواز کے بوسے" کے نام سے شائع ہو رہا ہے

جو حمد و نعت کے بعد خلفائے راشدین۔ اکابرینِ اُمت۔ ائمہ عظام اور اولیائے کرام کے مناقب پر مشتمل ہے۔ جس کسی نے بھی بسمل صاحب کو اُن کے کلام کی اشاعت کیلئے توجہ دلائی وہ پہلے مستحق داد ہے۔ اکثر دیکھا ہے کہ دست برد زمانہ سے بڑے بڑے اساتذہ کے ذہنی افکار گوشۂ گم نامی میں پڑ گئے یا تلف ہو گئے۔ امام الکلام ثاقب بدایونی۔ نواب ضیاء یار جنگ ضیاءؔ۔ استاد سخن برترؔ۔ مفتی میرؔ۔ مفتی میر اشرف علی اشرفؔ۔ خلف الصدق حضرتِ شائقؔ۔ اور دیگر اساتذہ کا کلام تاحال منظر عام پر نہ آسکا۔ عمِ محترم جناب کاملؔ نے مجھے بار بار توجہ دلائی اور مصر ہوئے کہ میں اپنا کلام طبع کر کے محفوظ کر دوں۔ ورنہ اس کا بھی وہی حشر ہو گا۔ جو دیگر اربابِ سخن کے کلام کا ہوا۔ چنانچہ یہ امتثال امر پہلے میری منتخب نعتیہ اشعار کا مجموعہ "فردوس" کے نام سے شائع ہوا۔ اسکے بعد غزلوں کا مجموعہ "کیف و سرور" کے نام سے طبع ہوا اور اب منقبتی کلام "بہارِ منقبت" کے نام سے مرتب ہو رہا ہے۔

بسمل صاحب نے زیر نظر مجموعہ میں بلا لحاظ مسلک و مشرب مشہور و معروف اکابرین اور اولیاء امت کی بارگاہ میں گلہائے عقیدت گذرانے ہیں۔ صحابہ کرام کی شان میں "رحماء بینھم" کی آیت نازل ہوئی تو اُن کے نقش قدم پر چلنے والوں کی شان میں "لاخوف علیھم ولاھم یحزنون" ارشاد باری ہوا ان سب میں وحدت فی الکثرت کے جلوے نظر آتے ہیں۔ بقول حضرت سید عمر قادری صاحبؔ۔ "اولیاء ایک ہیں ان میں نہیں تیرا میرا"۔ مجھے یہ دیکھکر مسرت ہوئی کہ بسمل صاحب بھی اسی راہ پر گامزن ہیں۔

اس مجموعہ کی ابتداء حمد باری سے ہوتی ہے۔ حمد و سپاس کا حق کسی بشر سے

کس طرح ادا ہو سکتا ہے جبکہ خود خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ماعرفناک حق معرفتک" فرما کر عرفانِ الٰہی کے حق کی ادائی محال بتائی۔ "وما احسن ماقیل"

از ہر چہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم ۔۔۔ برتر از خیال و قیاس و گماں و وہم
ماہم چناں در اولِ وصفِ تو ماندہ ایم ۔۔۔ دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر

اور مولانا روم مثنوی شریف میں یہی حقیقت کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

اے بروں از جملہ قال و قیلِ من ؛ خاک بر توصیف و بر تمثیلِ من

گلستاں میں حضرت سعدی علیہ الرحمتہ نے حمد باری تعالیٰ کی ادائی سے بشر کی بے بضاعتی حسب ذیل دلیل سے ثابت کی ہے۔ فرماتے ہیں۔

ہر نفسے کہ فرو می رود ممدِ حیات است و چوں بر می آید مفرح ذات۔ بس
بہ ہر نفس شکر لازم است و ایں از بشر ممکن نیست

جو سانس جسم کے اندر جاتی ہے وہ زندگی کیلئے ممد و معاون ہوتی ہے اور جو باہر آتی ہے وہ مفرح ذات ہوتی ہے لھٰذا ہر سانس پر اس کا شکر واجب لازم آتا ہے جو کسی انسان سے ممکن نہیں۔ بریں ہمہ عبدیت کا تقاضہ ہے کہ وہ اپنے معبود کی حمد کرے اس کی نعمتوں پر اظہار شکر کرے۔

بسمل صاحب نے اسی مقتضاء کی تکمیل میں اپنے کلام کی ابتداء حمدِ باری سے کی ہے مجھے حسب ذیل اشعار خاص طور پر پسند آئے۔

ختم جب زعم ہوا انسان کی دانائی کا ۔۔۔ وقت آتا ہے تیری حوصلہ افزائی کا
ہے خرد بخش زمانے کیلئے اس کا جنوں ۔۔۔ سب سے معیار جدا ہے ترے سودائی کا
جب کھلا راز تو آیا یہ سمجھ میں بسمل ۔۔۔ خود تماشہ نظر آتا ہے تماشائی کا

حمد کے بعد بسمل صاحب نے محبوبِ ربّ العٰلمین کی بارگاہ میں نذرانۂ نعت پیش کیا ہے، یہ عشقِ محمدی کا تقاضہ ہے ورنہ جس طرح رب العالمین کی حمد و ثناء کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اس کے محبوب رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت کے حق کی ادائی بھی محال ہے۔ حضرت جامی علیہ الرحمۃ کے الفاظ میں۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ ؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مدح کا حق اسوقت ادا ہو سکتا ہے جبکہ ممدوح کے اوصاف اور اُسکی حقیقت سے مکمل واقفیت ہو لیکن جس کی حقیقت کا مکمل انکشاف خیر البشر بعد الانبیاء بالتحقیق پر نہ ہو سکا اور کہا گیا کہ یا ابابکر لا یعرف حقیقتی الا ربی اور ایک موقع پر یہ بھی فرمایا گیا کہ لا تقیسونی علی احدٍ منکم ایکم مثلی انا من وراء عقولکم۔ تو اب بجز اسکے کیا کیا جا سکتا ہے کہ اسکی مدحت سرائی اس کے محب اور خالق پر چھوڑ دی جائے۔ جیسا کہ غالب مرحوم نے کیا اور کہا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گذاشتیم ؎ کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمدؐ است

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

کرنے کو مدح اس شہِ عالی وقار کی ؎ منہ میں زبان چاہیئے پروردگار کی

لیکن حمد و نعت کا حق ادا کرنا اور ہے اور خالقِ کائینات اور فخرِ موجودات کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنا اور ہے۔ مدحت سرائی کا حق محال سہی لیکن بامتثال امرِ الٰہی وتعزروہ، وتوقروہ وتسبحوہ، بکرۃ واصیلا۔ گلہائے عقیدت کے نذرانے پیش کرنا لازم اور واجب ہے۔ حضرت حسانؓ بن ثابت جن کیلئے مسجد میں منبر رکھا جاتا تھا اور اس پر بیٹھ کر وہ اپنے ممدوح کے حضور میں نذرانۂ عقیدت گذرانتے تھے۔ ممدوحؐ نے ایک

دفعہ اپنی چادر اُن کی مدحت کے صلہ میں اُن پر اُڑا دی - لہٰذا اگر حضرت حسانؓ کی اتباع میں جناب بسملؔ نے گلہائے عقیدت نچھاور کئے ہوں تو یہ عمل بھی ممدوحِ رب العالمین کے دامن سے وابستگی اور شیفتگی کا ثبوت ہے کہ الا ناء تیرشح بما فیہ اور اسی وارفتگی کی وجہ ہے کہ بسملؔ صاحب اپنی نعت گوئی سے سامعین کو بھی بسمل کر دیتے ہیں۔

نعت شریف کے یہ اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

حُبِّ نبیؐ میرے لئے جز ہے مری حیات کا ؛ پیتا ہوں بادہ ولا اپنی شراب جان کر
حشر سے پہلے میری روح در پہ تمہارے جائیگی ؛ اپنی نجات کیلئے خلد کا باب جان کر
حُبِّ نبیؐ ہے زندگی بسملؔ یہی ہے بندگی ؛ چہرے کو اُنکے پڑھتا ہوں حق کی کتاب جان کر

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی منقبت میں وہ یوں مدح سرائی کرتے ہیں۔

جب بھی ذکرِ صدق آئے گا وہ یاد آئیں گے ؛ ہے یہی زندہ کرامت حضرت صدیقؓ کی
وہ جو غارِ ثور میں تھی گنبدِ خضرا میں ہے ؛ ہے مسلسل یہ رفاقت حضرت صدیقؓ کی
گنبدِ خضراء تصور میں ہو بسملؔ اُس گھڑی ؛ جب کبھی تڑپائے فرقت حضرت صدیقؓ کی

منقبت حضرت فاروقِ اعظمؓ کے یہ اشعار بھی لاجواب ہیں۔

کبھی انا فتحنا کی صدا فاروقِ اعظمؓ ہیں ؛ کبھی نصراً عزیزہ کا صلہ فاروقِ اعظمؓ ہیں
کبھی جو رائے دی نازل ہوئی بن کر وہی آیت ؛ عجب انداز سے قرآں نما فاروقِ اعظمؓ ہیں
جبھی تو ہاشمی بسملؔ کو یہ ربطِ عقیدت ہے ؛ رسولِ ہاشمی کا معجزہ فاروقِ اعظمؓ ہیں

اور حضرتِ عثمان غنیؓ کی شان میں یہ اشعار خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

رحمت صاحبِ قوسین سے دو نور ہوئے ؛ کس قدر خسروِ ذیشان ہیں عثمانِ غنیؓ
گلشنِ پاکِ رسالت میں بہ رنگِ خوشتر ؛ رشکِ صد سنبل و ریحان ہیں عثمانِ غنیؓ

مجھ کو خود نسبتِ حیدرؓ کی قسم ہے بسملؔ ۔۔ میرا دل اور مری جان ہیں عثمانِ غنیؓ

فاتح بابِ ولایت حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے حضور میں یہ اشعار ضرور مقبول ہوئے ہوں گے

ابھی آواز دوں گا ان کو ہوگی یہ ابھی آساں ۔۔ اِدھر نام علیؓ آیا اُدھر مشکل ہوئی آساں

بہت دشوار تھی منزل رسی راہِ حقیقت کی ۔۔ درِ حیدرؓ کے سجدوں سے ہوئی ہے بیخودی آساں

خدا کے نام پہ جینا خدا کے نام پہ مرنا ۔۔ علیؓ نے کر دیا بسملؔ شعورِ بندگی آساں

اسی طرح اہلِ بیت اطہار، صحابۂ کرام اور اولیائے عظام کی بارگاہوں میں منقبت و سلام کے نذرانے پیش کئے گئے ہیں۔

ہر منقبت سے کلام کے نمونوں کو پیش کرنا باعث طوالت ہوگا۔ بہر حال جنابِ بسملؔ نے اپنے اس مجموعہ میں علم و ادب کی چاشنی کے ساتھ ساتھ سیرت اور وقائع نگاری کے بہترین نمونے پیش کئے ہیں۔ بمصداق بیک کرشمہ دو کار۔ ان کا کلام پڑھتے جائیے میرے اس خیال کی توثیق ہوتی جائے گی۔ میں ان کو ان کے اس ذوقِ سخن پہ مبارک باد دیتا ہوں۔

محمود

جسٹس ابوالفضل سید محمود قادری

۱۷؍ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
۲۸؍ڈسمبر ۱۹۸۸ء روز دو شنبہ
دیوڑھی مولوی محمودؒ
فتح دروازہ حیدرآباد
اے۔پی

افتتاحیہ

حضور دانائے سُبل مولائے کُل ختم الرُسل الف تحیۃ والف ثنا، کی بارگاہِ اقدس میں نذرانۂ نعت شریف "پلکوں کی دستک" کی پیش کشی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اولیاء کی بارگاہِ ناز میں نذرانۂ عقیدت "آواز کے بوسے" پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ حضور صلعم کے ذکرِ پاک سے اللہ جلّ شانہٗ خوش ہوتے اور کرم فرماتے ہیں اور اولیائے کرام کے ذکرِ جمیل سے خود حضور سید عالم و عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی نصیب ہوتی اور سرفرازی حاصل ہوتی ہے۔ حدیث پاک میں ہے۔ ذکر الانبیاء من العبادۃ و ذکر الصالحین کفارۃ الذنوب" (انبیاء علیہم السلام کا ذکر عبادت اور صالحین (اولیاء) کا ذکر گناہوں کا کفارہ ہے)

اولیاء امت کا یہ احسان عظیم ہے کہ اُنھوں نے دین۔ ایمان۔ احسان۔ ایقان اور عرفان کو امت تک پہونچایا ہے اور یہ سلسلہ (چونکہ نبوت ختم ہو چکی ہے) انشاء اللہ تعالیٰ انھیں کے ذریعہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ میں کسی مذہبی بحث میں پڑے بغیر یہ عرض کردوں گا کہ تمام اقوام و ملل اپنے اولیاء کی یادوں کو اپنے سینوں سے لگائے ہوئے رکھتے ہیں۔ اور یہ عمل عین مطابق فطرت بھی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو جس کی محبت میں جیئے گا اور جس کی محبت میں مرے گا اُٹھے گا بھی تو اسی محبت کو لیئے اُٹھے گا۔ شفاعت اور سفارش کے تعلق سے حدیث شریف میں آیا ہے کہ نماز کا مصلی جس پہ نماز پڑھی جاتی تھی کل بارگاہِ ایزدی میں وہ بھی ہماری گواہی دیگا اور سفارش کریگا۔ یہ تو مقبولان بارگاہِ خداوندی اور ماموران من اللہ اور نفوس قدسیہ ہیں۔ اسمیں کوئی شک نہیں کہ ان کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں ہے اور ان کی زبان

سے حق گو یا ہے ۔

بجلیوں کی باگ ہے ان کی دعا کے ہاتھ میں
ہاتھ ہے ان فاقہ مستوں کا خدا کے ہاتھ میں

صنعت کی تعریف دراصل صانع کی تعریف ہے اللہ کے محبوب بندوں کی تعریف دراصل حق تعالیٰ شانہٗ کی تعریف ہے ۔

زیرِ نظر دیوان میں خلفائے راشدین ۔ اہل بیت اطہار ۔ اصحابِ رسول اللہ ۔ ائمہ کرام اور پیرانِ عظام کی بارگاہوں میں منقبت وسلام کے نذرانے ملیں گے جس میں وارفتگی اور والہانہ فدائیت نمایاں ہوگی ۔ رہا عطائے شرفِ قبولیت وکرم نوازی یہ اُن کا کا کام ہے اور بس ۔

طرحی محافل میں شرکت کے سبب یہ سرمایہ جمع ہوسکا ۔ اور فیضان نصیب ہوا عاشقانِ رسول اللہ اور محبانِ اولیاء اللہ ۔ امید ہے کہ اس کو خلوص دل سے پڑھیں گے اور اکتساب فیض کریں گے ۔

آخر میں تمام مخلصین ومحبین کا دلی مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت میں میری مدد فرمائی ۔

فجزاھم اللہ خیرا جزاء

۲۹ ربیع الثانی ۱۴۰۹ھ
۱۰ دسمبر ۱۹۸۸ء روز شنبہ

یکے از کفش بردارانِ آلِ محمدؐ
سید شاہ نصیر الدین سبل ابوالعلائی

نمبر		صفحہ
	حمد باری تعالیٰ شانہٗ	
۱	ختم جب زعم ہوا انسان کی دانائی کا	۱
	نعت شہنشاہ کونین ﷺ	
۲	چہرۂ مصطفیٰ کو پڑھ حق کی کتاب جان کر	۲
	منقبت امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	
۳	ہے زمانہ کو ضرورت آج بھی صدیق کی	۳
۴	مصطفائی اشعار ہیں صدیق	۴
۵	ہر نظر عین مشیت حضرت صدیق کی	۵
۶	مقبول ایزد غفار جناب صدیق	۶
۷	اللہ اللہ ہے یہ عظمت حضرت صدیق کی	۷
۸	مصطفیٰ پر نثار ہیں صدیق	۸
۹	حق تعالیٰ کیلئے تھی دوستی صدیق کی	۹
۱۰	نبی کے عشق میں گم اس قدر صدیق اکبر ہیں	۱۰
	منقبت امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ	
۱۱	ملی ہے اہل نظر ہی کو دولت فاروق	۱۱
۱۲	فنا فی اللہ فنا فی المصطفیٰ فاروق اعظم ہیں	۱۲
۱۳	ابھی تک ذکر ہوتا ہے جہاں فاروق اعظم کا	۱۳
۱۴	نبی نے کی ہے ایسی رہبری فاروق اعظم کی	۱۴
۱۵	ہوتا طلب کیوں حق آشنا فاروق اعظم کا	۱۵

نمبر		صفحہ
	منقبت امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	
۱۶	دین پر آپ کے احسان ہیں عثمان غنی	۱۶
۱۷	ویسے ہی جامع القرآن ہیں عثمان غنی	۱۷
۱۸	کامل الایمان عثمان غنی	۱۸
۱۹	عطا ہوں لفظ بھی مدحت کے شایان حضرت عثمان	۱۹
	منقبت امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ	
۲۰	سمجھ رکھی تھی دل نے عشق کی وارفتگی آساں	۲۰
۲۱	علی نور پیمبر مظہر شان پیمبر ہیں	۲۱
۲۲	گدائے کوئے شیر اولیاء ہوا سو ہوا	۲۲
۲۳	کوئی مشکل بھی ہو مشکل کشا کا نام لینا ہے	۲۳
۲۴	زباں پر نام ہے جب سے علی کا	۲۴
۲۵	بستر پہ مصطفیٰ کے شہ بوتراب ہے	۲۵
۲۶	مرے ہاتھوں میں ہے دامن علی کا	۲۶
۲۷	خود حق مع العلی ہے یہی آشکار ہے	۲۷
۲۸	مولا ہیں ہمارے تو نصیری کے خدا ہیں	۲۸
۲۹ تا ۳۰	وارثِ انبیاء مورثِ اولیاء / یا علی مرتضیٰ یا علی مرتضیٰ	۲۹
۳۱	شعور عشق شہ دوسرا علی سے ملا	۳۱
۳۲	پہلے یاد مرتضیٰ دل میں بسا کر دیکھنا	۳۲

نمبر		صفحہ
٣٣	ہیں ایسے جلوہ بہ داماں علیؓ کے نقشِ قدم	٣٣
٣٤	انتہا پر جب پہونچتی ہے ولائے بوترابؓ	٣٤
	منقبت حضرت سیدۃ النساء العالمینؓ	
٣٥	سراپا زندگی عکسِ نبوت فاطمہؓ کی ہے	٣٥
٣٦	مظہرِ خیر البشر یا فاطمہؓ یا فاطمہؓ	٣٦
٣٧	تم کو پہچان سکتی نہیں ہر نظر سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ	٣٧
٣٨	اللہ اللہ رے تمہارا مرتبہ یا فاطمہؓ	٣٨
	منقبت حضرت سیدنا امام حسنؓ	
٣٩	بہارِ باغِ رسالتمآب امام حسنؓ	٣٩
	سلام و منقبت حضرت سیدنا امام حسینؓ	
٤٠	وقارِ ملتِ بیضا جو ایک ذات سے ہے	٤٠
٤١	جن کو ملا ہے دامنِ سلطانِ کربلا	٤١
٤٢	جمالِ مصطفےٰ دیکھو جلالِ مرتضیٰؓ دیکھو	٤٢
٤٣	دیں زندہ ہوا ہے تیری تسلیم و رضا سے	٤٣
٤٤	لیکر علیؓ سے دولتِ عرفانِ کربلا	٤٤
٤٥	بقائے حق کی خاطر اپنے گھر کے نام کی خاطر	٤٥
٤٦ ، ٤٧	یا امام الہدیٰ یا شہِ دوسرا ہمکو دنیا کی راحت نہیں چاہیئے	٤٦
٤٨	تدبیر پہ نظر ہے نہ تقدیر پہ نظر	٤٨
٤٩	آپ پہ قرباں ہے صبر و ضبط کی منزل حسینؓ	٤٩

نمبر		صفحہ
٥٠	سلیقہ چاہیئے اے دل غمِ سبطِ پیمبرؐ کا	٥٠
٥١	زمینِ کربلا میں ہر مصیبت ختم تم پر ہے	٥١
٥٢	مٹے جو آنکھ سے پردے تو میں نے دیکھا ہے	٥٢
٥٣	خدا کے فضل سے عزم و عمل کا پتلا ہے	٥٣
٥٤	تری رحمت الٰہی اب کے اس انداز سے برسے	٥٤
٥٥	ہیں کون جلوہ گر یہ کسی کو خبر نہیں	٥٥
٥٦	دیکھ کر تیرا یہ جوشِ استقامت اے حسینؓ	٥٦
٥٧	ہر نفس ہوتا ہے پیہم احساسِ قربت اے حسینؓ	٥٧
٥٨	کچھ کسی در سے اسے حاصل نہیں	٥٨
٥٩	یہ مرا احساسِ غم تر دامنی تم پہ نثار	٥٩
٦٠	اصغرؑ کا خون بدلے جو رنگت نئی نئی	٦٠
٦١	فکر و نظر سے لیتے رہو آگہی نئی	٦١
٦٢	اتنا ہو کرم مجھ پہ ترا کم سے کم حسینؓ	٦٢
٦٣	نانا ہے نبیؐ اور پدر شیرِ خداؓ ہے	٦٣
	منقبت حضرت سیدنا عباسؓ علمبردار	
٦٤	دل سے پہلے معتقد ہو کر علمبردارؓ کے	٦٤
	منقبت حضرت سیدہ زینبؓ	
٦٥	مری زباں پہ جو ہے مدحت آپکی زینبؓ	٦٥
	منقبت حضرت سیدنا علی اکبرؓ	

نمبر		صفحہ
۶۶	اکبر یہ نظر پڑتے ہی بول اٹھے یہ شبیر رض	۶۶
	منقبت حضرت سیدنا امام زین العابدین رض	
۶۷	صبر و استقلال کی تصویر زین العابدین رض	۶۷
۶۸	سب کو حاصل ہے کہاں عرفان زین العابدین رض	۶۸
	منقبت حضرت سیدنا خالد بن ولید رض	
۶۹	نہیں تھا مرد میداں کوئی تم سا حضرت خالد رض	۶۹
	منقبت حضرت سیدنا امام جعفر صادق رض	
۷۰	پیام حق جو ہے وہ ہے پیام جعفر الصادق رض	۷۰
۷۱	تم اس گھر میں ہوئے پیدا امام جعفر صادق	۷۱
	منقبت حضرت سیدنا امام رضا رض	
۷۲	نہیں ہے کوئی سہارا مرا امام الرضا رض	۷۲
	منقبت حضرت سیدنا امام اعظم رض	
۷۳	مدینۃ العلم کا ہیں فیضان امام اعظم ابو حنیفہ رض	۷۳
۷۴	عمر رض کا عکس ہے سیرت امام اعظم رض کی	۷۴
	منقبت حضرت سیدنا غوث اعظم رض	
۷۵	اس کو ہر منزل عرفاں کا پتہ ملتا ہے	۷۵
۷۶	وہ بامراد نہیں ہے وہ کامیاب نہیں	۷۶
۷۷	در سے غوث اعظم کے کیا بتاؤں کیا پایا	۷۷
۷۸	خدا ہے غوث اعظم کا فدائی غوث اعظم کی	۷۸

نمبر		صفحہ
۷۹	چارہ ساز بیکساں پیران پیر رض	۷۹
۸۰	چھپتے نہیں نظروں میں یہ شمس و قمر اپنی	۸۰
۸۱	مرتضیٰ و مصطفیٰ کے فیض کا حاصل ہیں غوث رض	۸۱
۸۲	رہبر راہ ہدیٰ ہیں غوث پاک	۸۲
۸۳	اولیاء اللہ کو بھی ہے سہارا غوث کا	۸۳
۸۴	جزو انوار نبی غوث الوریٰ	۸۴
۸۵	سفینہ غوث اعظم ہیں کنارا غوث اعظم ہیں	۸۵
۸۶	یا نبی ہے آپ کا جلوہ نظارہ غوث کا	۷۶
۸۷	ہر فعل ہے امر حق گویا شہ جیلاں کا	۸۷
۸۸	ہو تم مقبل مقبلاں غوث اعظم	۸۸
۸۹	ارفع ہے سب سے قدر لے اعلائے غوث اعظم	۸۹
۹۰	اللہ رے رتبہ غوث الوریٰ کا	۹۰
۹۱	اس مصد و مشق میں کچھ ربط ہی ایسا ہے	۹۱
۹۲	جب ہی تو ہے ان کا لقب غوث اعظم	۹۲
۹۳	مری رگ رگ میں فیضان ولائے غوث اعظم ہے	۹۳
۹۴	پرتو حسن محمد ہے رخ تابان غوث	۹۴
۹۵	کٹھن تھی معرفت کی رہ گزر یا غوث صمدانی	۹۵
۹۶	ازل سے تمہاری قسم غوث اعظم	۹۶
۹۷	کم از کم ایسی منزل پہ ہو الفت غوث اعظم کی	۹۷

نمبر		صفحہ	نمبر		صفحہ
۹۸	یا نبی کن مرحلوں میں ہے ولایت غوث کی	۹۸	۱۱۶	شاہ ہندوستاں خواجۂ خواجگاں	۱۱۶
۹۹	اہل عرفاں کو ہے خوب اسکا پتہ غوث الوریٰ	۹۹	۱۱۷	تو عطائے رسول خدا ہے یہاں	۱۱۷
۱۰۰	لب پہ خود بے ساختہ آیا ہے نام دستگیر	۱۰۰	۱۱۸	خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں	
۱۰۱	دوش اقدس پر ہیں کس کے نقش پا غوث الوریٰ	۱۰۱	۱۱۹	عطا ہو مجھکو وہ ذوق نظر غریب نواز	۱۱۹
۱۰۲	درد ہجراں دیکھئے اور چشم گریاں دیکھئے	۱۰۲	۱۲۰	غریبوں میں ادھر شاہ معین الدین چشتی ہیں	۱۲۰
۱۰۳	جس کی ہوتی ہے بسر شان سے ایوانوں میں	۱۰۳	۱۲۱	اے نور عین پنجتن خواجہ معین الدین حسنؒ	۱۲۱
۱۰۴	وہی کچھ جانتے ہیں کیا مقام غوث اعظم ہے	۱۰۴	۱۲۲	جمال ذات کے مظہر محی الدین معین الدین	۱۲۲
۱۰۵	پیران پیر مظہر نور خدا ہیں آپ	۱۰۵	۱۲۳	زندگی خواجہ کے پروانوں کی اجمیر میں ہے	۱۲۳
۱۰۶	غوث الوریٰ کا فیض نظر دیکھتا ہوں میں	۱۰۶	۱۲۴	ہے پیش قلب و نظر کا پیام یا خواجہ	۱۲۴
۱۰۷	پڑ گئی جب کوئی افتاد یا پیران پیر	۱۰۷	۱۲۵	ہو جس دل میں پیدا ہی محبت میرے خواجہ کی	۱۲۵
۱۰۸	یوں تو سلطانوں کے بھی سلطاں ہیں آپ	۱۰۸		منقبت حضرت سیدنا بندہ نواز	
۱۰۹	روئے احمد کی تجلی ہے کہ روئے غوث ہے	۱۰۹	۱۲۶	جس نے تمہیں پکارا بندہ نواز خواجہ	۱۲۶
۱۱۰	یا غوث مرادیں مرا ایماں تمہیں تو ہو	۱۱۰		منقبت حضرت سیدنا امیر ابوالعلا	
۱۱۱	اس قدر ہے مجھ پہ روحانی عنایت غوث کی	۱۱۱	۱۲۷	جس کو بنا دیا ہے خزانے ابوالعلاؒ	۱۲۷
۱۱۲	کم ہے کم ایسا بنا دو پیر لاثانی مجھے	۱۱۲		منقبت حضرت شاہ قاسم پیر	
۱۱۳	غوث اعظم کی یاد جب سے ہے	۱۱۳	۱۲۸	ہو عیاں کیوں کر کہ اب جمال نہاں کچھ اور ہے	۱۲۸
۱۱۴	مجھے غوث الوریٰ کے در پہ جاکر	۱۱۴	۱۲۹	شاہ قاسم پیر ہیں عالیجناب	۱۲۹
	منقبت حضرت سیدنا خواجہ معظم غریب نواز			منقبت حضرت شاہ محمد حسن صاحب ابوالعلائی	
۱۱۵	خود ادھر ہو جاتا ہے پھر صاحب قسمت خواجہ	۱۱۵	۱۳۰	کردۂ دل را مقام جلوۂ روئے حسن	۱۳۰

منقبت حضرت مجدد الف ثانی (۱۳۱) کونین کے آقا تو سرکار محمد ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد باری تعالیٰ شانہ

ختم جب زعم ہوا انسان کی دانائی کا
وقت آتا ہے تری حوصلہ افزائی کا

تھا تو اصرار بہت چشم تماشائی کا
کھل گیا سارا بھرم وقت پہ بینائی کا

جب ترا حکم ہوا کنکریاں بول اُٹھیں
حوصلہ اُن کو عطا ہو گیا گویائی کا

آپ تنہائی کے ہر لمحہ میں ہوتے ہیں قریب
وقت اِس طرح گزر جاتا ہے تنہائی کا

ہو سکی ہے جو مجاز اور حقیقت میں تمیز
ہے یہ احسان فقط آپ کی یکتائی کا

ہے خرد بخش زمانے کیلئے اُس کا جنوں
سب سے معیار جدا ہے تیرے سودائی کا

سر نگوں ہر جگہ ہونے سے بچایا مجھکو
تو نے بخشا جو شعور اپنی جبیں سائی کا

تیری محفل سے سمجھ جائیں تجھے اہل نظر
یہی منشاء ہے تری انجمن آرائی کا

عشق میں تیرے مکمل جو فنا ہو جائیں
کام کرتے ہیں وہ لاکھوں کی مسیحائی کا

جامۂ تن سے نکل جاؤں مگر ڈرتا ہوں
چاک ہو جائے نہ پردہ کہیں رسوائی کا

جب کھلا راز تو آیا یہ سمجھ میں بسملؔ
خود تماشہ نظر آتا ہے تماشائی کا

نعتِ شہنشاہِ کونینؐ

چہرۂ مصطفیٰؐ کو پڑھ حق کی کتاب جان کر
اُن کی وِلا کو دل میں رکھ عینِ ثواب جان کر

کام میرے بھی آگیا دامنِ رحمت آپؐ کا
آپؐ نے آسرا دیا خستہ خراب جان کر

ذاتِ خدا ہے بے مثال خلق میں آپؐ لاجواب
دیکھوں حضورؐ آپ کو کس کا جواب جان کر

روزِ ازل سے ہی ہوا مجھکو شعور ربط کا
کرتا ہوں ذکرِ مصطفیٰؐ کارِ ثواب جان کر

حُبِّ نبیؐ میرے لیئے جز ہے میری حیات کا
پیتا رہوں بادۂ وِلا اپنی شراب جان کر

حشر سے پہلے میری روح در پہ تمہارے جائیگی
اپنی نجات کیلئے خلد کا باب جان کر

آپ کی ہمنوائی کو حق بھی ملائکہ بھی ہیں
اُن پہ درود بھیجئے کارِ ثواب جان کر

حُسنِ ازل نے خود کو یوں روزِ ازل چھپالیا
تم کو رکھا ہے درمیاں اپنا حجاب جان کر

حُبِّ نبیؐ ہے زندگی بسملؔ یہی ہے بندگی
چہرہ کو اُن کے پڑھتا ہوں حق کی کتاب جان کر

منقبت امیر المومنین حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ

عالمِ صدق و صفا میں ہے کمی صدیقؓ کی
ہے زمانہ کو ضرورت آج بھی صدیقؓ کی

"تجھ سے پہلے گر نبی ہوتا تو وہ صدیقؓ تھے"
ہے عیاں قولِ نبیؐ سے برتری صدیقؓ کی

آج تک بھی ہر صداقت آشنا دل کیلئے
جادۂ منزل نما ہے زندگی صدیقؓ کی

جس کی اک نیکی فلک کے ماہ پاروں سے سوا
کس سے ممکن ہو سکے گی ہمسری صدیقؓ کی

آپ کی سیرت پہ رکھتے ہیں نظر اہلِ شعور
پیروی کرتے ہیں وہ بھی یا علیؓ صدیقؓ کی

اللہ اللہ لے لیا بارِ نبوت پشت پر
کس کو حاصل ہو سکی رفعت روی صدیقؓ کی

مسلم اول ہیں اور خیر البشر بعدِ نبیؐ
دیکھ اے منکر ہے یہ منزل رسی صدیقؓ کی

حق نے بخشا ہے جنھیں حق و صداقت کا شعور
اُن کے ہے قلب و نظر میں روشنی صدیقؓ کی

جلوۂ خیر الوریٰ نے مجھکو بسمل کر دیا
جب سے ہے میری نظر میں روشنی صدیقؓ کی

مصطفائی شعار ہیں صدیقؓ
پیروی کا مدار ہیں صدیقؓ

درمیانِ رسولؐ اور اُمت
رشتۂ استوار ہیں صدیقؓ

وارثِ منبرِ رسولِؐ خدا
نائبِ ذی وقار ہیں صدیقؓ

چشمِ مستِ رسولِؐ اکرم کے
ہوش میں بادہ خوار ہیں صدیقؓ

دولتِ حُبِّ سرورِ دیںؐ سے
ہر طرح مالدار ہیں صدیقؓ

اپنی مرضی سے بے خبر ہو کر
واقفِ کردگار ہیں صدیقؓ

کوئی پوچھے رسولِؐ کے دل سے
کس قدر جاں نثار ہیں صدیقؓ

یا معیت ہے حق تعالےٰ کی
یا کہ پھر یارِ غار ہیں صدیقؓ

دینِ حق پر تمہارے لُطف و کرم
بے حد و بے شمار ہیں صدیقؓ

باغباں جس چمن کے ہیں سرکارؐ
اُس چمن کی بہار ہیں صدیقؓ

بسملؔ اللہ کی عنایت سے
ہر طرح شاندار ہیں صدیقؓ

ہر نظر عینِ مشیت حضرتِ صدیقؓ کی
ہر ادا اک خرقِ عادت حضرتِ صدیقؓ کی

لوحِ دینِ شاہ طیبہؐ پر جلی حرفوں کے ساتھ
ثبت ہے مُہرِ صداقت حضرتِ صدیقؓ کی

لہجۂ صدیقؓ میں حق ہے نبیؐ سے ہمزباں
حق کو ہے کتنی ضرورت حضرتِ صدیقؓ کی

چاہے کچھ ہو اور کٹھن حالات ہوں ہر گام پر
ہاتھ سے جائے نہ نسبت حضرتِ صدیقؓ کی

جگمگا اُٹھے ہیں شرق و غرب جس کے نور سے
ہے وہ مشکوٰۃِ صداقت حضرتِ صدیقؓ کی

مجھ سے عاصی کی زباں پر ذکر اُن کا دیکھئے
یہ بھی کیا کم ہے عنایت حضرتِ صدیقؓ کی

رزم ہو یا بزم ہیں ہر جائے سایہ کی طرح
مصطفیٰؐ سے ہے وہ قربت حضرتِ صدیقؓ کی

ہیں وہی خیر البشر تحقیق سے بعدِ نبیؐ
ہے عیاں برحق فضیلت حضرتِ صدیقؓ کی

فیضِ احسانات سے یہ اُمتِ شاہِ اُمم
اب بھی ہے مرہونِ منت حضرتِ صدیقؓ کی

کاش ہو وجہ رضائے حق رضائے مصطفیٰؐ
کر رہا ہوں میں جو مدحت حضرتِ صدیقؓ کی

نذر کر کے جان و دل بسملؔ میں ہو جاؤں فدا
گر ملے مجھ کو اجازت حضرتِ صدیقؓ کی

مقبلِ ایزدِ غفار جنابِ صدیقؓ / واصلِ احمدِ مختارؐ جنابِ صدیقؓ

واقفِ مرضئ سرکارؐ جنابِ صدیقؓ / صاحبِ اذھما فی الغار جنابِ صدیقؓ

دیکھ کر آپ کا دربار جنابِ صدیقؓ / یاد آجاتے ہیں سرکارؐ جنابِ صدیقؓ

مرحبا شاہِ نبوتؐ کے رفیقِ اول / حبذا سید الاخیار جنابِ صدیقؓ

کس قدر آپ سے مانوس تھے اللہ اللہ / اہلِ بیتِ شہِ ابرارؐ جنابِ صدیقؓ

آپ کے ساتھ ہی دنیا سے ہوا ہے رخصت / آپ کا جذبۂ ایثار جنابِ صدیقؓ

اُس کو ہو جائے گا آقاؐ کا بھی دیدار نصیب / جس کو ہو آپ کا دیدار جنابِ صدیقؓ

ہم تو کیا حق نے بھی صدیق کہا ہے اُن کو / ہیں صداقت کا وہ معیار جنابِ صدیقؓ

آج بھی گنبدِ خضرا کی رفاقت ہے گواہ / یعنی ہیں محرمِ اسرار جنابِ صدیقؓ

آپ کی صرف سفارش ہے میری وجہِ نجات / آپ کی سُنتے ہیں سرکارؐ جنابِ صدیقؓ

جو بھی سردارِ دو عالمؐ کے ہیں سہیلؔ دل سے
ان میں ہیں سب کے ہی سردار جنابِ صدیقؓ

اللہ اللہ ہے یہ عظمت حضرتِ صدیقؓ کی   ہم پہ لازم ہے محبت حضرتِ صدیقؓ کی

جب بھی ذکرِ صدق آئیگا تو وہ یاد آئیں گے   ہے یہی زندہ کرامت حضرتِ صدیقؓ کی

ہم پہونچ جائینگے قدموں تک رسول اللہؐ کے   ہے اگر نسبت سلامت حضرتِ صدیقؓ کی

اقتدا کی ہے امام الانبیاء نے جن کی خود   کتنی محکم ہے امامت حضرتِ صدیقؓ کی

شاید آجائے نظر ہم کو جمالِ مصطفیٰ   ہم کو ہو جائے جو رویت حضرتِ صدیقؓ کی

وہ جو غارِ ثور میں تھی گنبدِ خضراء میں ہے   ہے مسلسل یہ رفاقت حضرتِ صدیقؓ کی

نام سنتے ہی نبیؐ کا چوم لیں آنکھوں کو ہم   ہے بناء کردہ یہ سُنّت حضرتِ صدیقؓ کی

دینِ حق کو آڑے وقتوں میں سنبھالا آپ نے   دیدنی ہے استقامت حضرتِ صدیقؓ کی

آج بھی حق و صداقت اور قیادت کیلئے   ہے زمانہ کو ضرورت حضرتِ صدیقؓ کی

برزخِ کبریٰ ہو کہ ہو عرصۂ محشر مرے   کام آئے گی محبت حضرتِ صدیقؓ کی

گنبدِ خضراء تصور میں ہو سنبھل اُس گھڑی
جب کبھی تڑپائے فرقت حضرتِ صدیقؓ کی

مصطفیٰؐ پر نثار ہیں صدّیقؓ
آل کے غم گسار ہیں صدّیقؓ

جس نے تصدیق میں بھی سبقت کی
وہ صداقت شعار ہیں صدّیقؓ

باغباں جس کے ہیں شہِ کونینؐ
اُس چمن کی بہار ہیں صدّیقؓ

اہلِ صدق و صفا کی محفل میں
حشر تک تاج دار ہیں صدّیقؓ

اُن کو عرفاں ہو آپ کا کیونکر
جن کے دل داغدار ہیں صدّیقؓ

مصطفیٰؐ اور خدا کی نظروں میں
صاحبِ افتخار ہیں صدّیقؓ

جادۂ صدق میں تمہارے قدم
آج بھی آشکار ہیں صدّیقؓ

اس کے بدر و حنین شاہد ہیں
مونس و جاں نثار ہیں صدّیقؓ

بزمِ اصحاب ہو کہ خلوت ہو
ہر جگہ راز دار ہیں صدّیقؓ

روضۂ مصطفیٰؐ کے پہلو میں
ربط کی یادگار ہیں صدّیقؓ

حبِّ صدّیقؓ میں جو ہو بسملؔ
اُس کے دل کا قرار ہیں صدّیقؓ

حق تعالیٰ کیلئے تھی دوستی صدیقؓ کی
وقف بہرِ مصطفےٰ تھی زندگی صدیقؓ کی

"اذھما فی الغار" کہہ کر حق نے ظاہر کر دیا
ہے اُسے منظور کتنی دلبری صدیقؓ کی

بھر دیا ہے ربّ نے سینہ علم سے صدیقؓ کا
کیا سمجھ سکتے ہیں غافل آگہی صدیقؓ کی

کی امام الانبیاء نے بھی خود اُن کی اقتداء
اللہ اللہ ہے یہ شان بندگی صدیقؓ کی

غزوہ ہائے خندق و خیبر ہوں یا بدر و حنین
ہر روش تھی جانثاری میں نئی صدیقؓ کی

تا قیامت پردہ فرما کر بھی ہیں آقاؐ کے ساتھ
قُرب کی معراج ہے یہ آخری صدیقؓ کی

فتنۂ کذّاب ہو یا ہو فسادِ ارتداد
ہر جگہ پہ کام آئی حق رسی صدیقؓ کی

ڈس لیا ہے سانپ خوابِ مصطفےٰ کا ہے خیال
اپنے آقاؐ سے ہے یہ دیوانگی صدیقؓ کی

استفادہ کرتے ہیں بسملؔ طریقت آشنا
نقشبندی شمع میں ہے روشنی صدیقؓ کی

نبیؐ کے عشق میں گم اس قدر صدیق اکبرؓ ہیں / ڈسا ہے سانپ اس سے بے خبر صدیق اکبرؓ ہیں

نبیؐ کے بعد اس معیار پر صدیق اکبرؓ ہیں / کہا دنیا نے اب خیر البشر صدیق اکبرؓ ہیں

ملا ہے تم کو یہ رتبہ فدائے مصطفےٰ ہو کر / فدا لاکھوں تمہارے نام پر صدیق اکبرؓ ہیں

نبیؐ کے روضۂ اقدس میں ملتا ہے ثبوت اسکا / کہ اس عالم میں بھی نزدیک تر صدیق اکبرؓ ہیں

صداقت ناز کرتی ہے رفاقت فخر کرتی ہے / جدھر ہیں سیدِ کونین ادھر صدیق اکبرؓ ہیں

ہوئی ان کے عمل کی بارہا تصدیق قرآں سے / رضائے حق سے اتنے باخبر صدیق اکبرؓ ہیں

نبیؐ کے بعد تھوڑے ہی دنوں یہ رہ سکے زندہ / وفاداری کے اس معیار پر صدیق اکبرؓ ہیں

نبیؐ ہی نے کیا ہے بارہا خود اعتراف اس کا / ہیں جس کے مجھ پہ احساں وہ بشر صدیق اکبرؓ ہیں

نبیؐ کے بعد جس رہبر کی دنیا کو ضرورت تھی / انھیں اوصاف اسی معیار پر صدیق اکبرؓ ہیں

جو سب سے پہلے ہوگا داخلِ فردوس امت میں / بقولِ سرورِ دیں وہ بشر صدیق اکبرؓ ہیں

نبیؐ ہی اس کو جانیں یا پھر اصحابِ نبیؐ بسملؔ
نبیؐ سے کس قدر نزدیک تر صدیق اکبرؓ ہیں

منقبت امیر المومنین حضرت سیدنا فاروق اعظمؓ

ملی ہے اہلِ نظر ہی کو دولتِ فاروقؓ
ہر ایک کا نہیں حصہ محبتِ فاروقؓ

بہت ہی سخت ہے منزل عدالتِ فاروقؓ
شعور کو نہ ہو جب تک اجازتِ فاروقؓ

عمرؓ کے نام سے شیطان بھاگ جاتے ہیں
ہے یہ عطیۂ قدرت جلالتِ فاروقؓ

خدا شعورِ نظر جن کو سرفراز کرے
سمجھ میں آئے گی انکے حقیقتِ فاروقؓ

رواتیں نہیں تاریخ ہے ثبوت اس کا
ہوئی ہے دین کی وسعت بدولتِ فاروقؓ

یہ اب بھی گنبدِ خضرا سے آرہی ہے صدا
زمانہ دیکھ لے آکر رفاقتِ فاروقؓ

حیاء و جراءت و عدل و صداقت و ایماں
ہے ان صفات کی کثرت میں وحدتِ فاروقؓ

براہ بابِ عمرؓ روضۂ نبیؐ پہ رہوں
الٰہی پھر یہ کرم ہو بحرمتِ فاروقؓ

وہ جس کو منزلِ معراجِ دینِ حق کہیے
ہے اُس مقام پہ دورِ خلافتِ فاروقؓ

نہ ہوتی ختم نبوت تو ان پہ ہوتی ختم
اسی سے آپ سمجھ لیں فضیلتِ فاروقؓ

وہ آج بھی دلِ بسمل کو یاد آتی ہے
ہوئی ہے جس قدر اس پر عنایتِ فاروقؓ

فنا فی اللہ فنا فی المصطفیٰ فاروقِ اعظم ہیں — مجازی شان میں بھی حق نما فاروقِ اعظم ہیں

کبھی "انا فتحنا" کی صدا فاروقِ اعظم ہیں — کبھی "نصراً عزیزاً" کا صلہ فاروقِ اعظم ہیں

کمالِ مصطفیٰ کا آئینہ فاروقِ اعظم ہیں — خرد قاصر ہے آگے اور کیا فاروقِ اعظم ہیں

مرادِ بندگانِ باصفا فاروقِ اعظم ہیں — قبولِ بارگاہِ کبریا فاروقِ اعظم ہیں

رفاقت گنبدِ خضرا کی ہے اب بھی نبوت ہی کا — محمد مصطفیٰ سے کب جدا فاروقِ اعظم ہیں

کبھی جو رائے دی نازل ہوئی بن کر وہی آیت — عجب انداز سے قرآں نما فاروقِ اعظم ہیں

نبیؐ سے اور نبیؐ کے گھر سے اُن کو خاص نسبت ہے — فدائے اہلِ بیتِ مصطفیٰ فاروقِ اعظم ہیں

شعورِ منزلِ شاہِ دو عالم جس کی منزل ہے — شریعت کا اک ایسا راستہ فاروقِ اعظم ہیں

مسلّم ہو گئی شانِ عدالت حشر تک جن کی — اک ایسا عدلِ حق کا آئینہ فاروقِ اعظم ہیں

ہوئی جس کی بدولت نصرتِ اسلام مستحکم — محمد مصطفیٰ کی وہ دعا فاروقِ اعظم ہیں

جبھی تو ہاشمی بسملؔ کو یہ ربطِ عقیدت ہے
رسولِ ہاشمی کا معجزہ فاروقِ اعظم ہیں

ابھی تک ذکر ہوتا ہے جہاں فاروق اعظمؓ کا
ادب سے نام لیتی ہے زباں فاروق اعظمؓ کا

جو عاصی کی زباں پر ہے بیاں فاروق اعظمؓ کا
ہوا ہے اُس پہ احساں بیگماں فاروق اعظمؓ کا

کسی محکوم کو انصاف کا شکوہ نہ پھر ہوگا
طریقہ سیکھ لیں گر حکمراں فاروق اعظمؓ کا

یہاں آکر جبیں ہر اک کی بے قصد جھکتی ہے
نبیؐ کا آستاں ہے آستاں فاروق اعظمؓ کا

شریعت ہے اٹل اِن کی قدم مضبوط ہیں انکے
ہوا ہے سخت سے سخت امتحاں فاروق اعظمؓ کا

وہاں وہ عظمتِ اسلام پھر جاتی ہے آنکھوں میں
کہ اب بھی نام آتا ہے جہاں فاروق اعظمؓ کا

ریاضِ دہر کا مالک جو ہے اُس کا محافظ ہے
خزاں نا آشنا ہے گلستاں فاروق اعظمؓ کا

ہوئی قرآن سے تصدیق جو اُن کو خیال آیا
یقیں کی منزلِ آخر۔ گماں فاروق اعظمؓ کا

لرز جاتے تھے اُن کا نام سُن کر قیصر و کسریٰ
اطاعت کیش تھا ہر حکمراں فاروق اعظمؓ کا

وہاں ہے آج تک باقی نشاں اسلام و ایماں کا
گیا ہے جس طرف بھی کارواں فاروق اعظمؓ کا

محمدؐ کی زباں نے اُن کی جب توصیف کی بسملؔ
کہاں اپنی زباں۔ رتبہ کہاں فاروق اعظمؓ کا

نبیؐ نے کی ہے ایسی رہبری فاروقِ اعظمؓ کی
نمونہ ہے نبیؐ کا زندگی فاروقِ اعظمؓ کی

برائے قتل آئے تھے مگر اس شاہ خوباںؐ نے
بدل دی اک نظر میں زندگی فاروقِ اعظمؓ کی

لرزتے ہیں سلاطینِ جہاں رعبِ خلافت سے
غریبوں سے مگر ہے دوستی فاروقِ اعظمؓ کی

کسی بھی مسئلہ میں اختلافِ رائے ہوتے ہی
کلامِ حق نے خود تصدیق کی فاروقِ اعظمؓ کی

شریعت اور طریقت میں مکمل ربط ہو جانا
با لفاظِ دگر ہے زندگی فاروقِ اعظمؓ کی

دہاں انسان خود قرآن کی تفسیر ہوتا ہے
جہاں پیشِ نظر ہے زندگی فاروقِ اعظمؓ کی

نبی ہوتا جو میرے بعد کوئی وہ عمرؓ ہوتا
بیاں کرتے ہیں یہ عظمت نبیؐ فاروقِ اعظمؓ کی

ہوا ہے فرق ظاہر در حقیقت حق و باطل میں
مدد جب دین کو حاصل ہوئی فاروقِ اعظمؓ کی

نبیؐ کے گھر میں ان کی رائے سے جاری ہوا پردہ
کہاں کام آئی ہے حق آگہی فاروقِ اعظمؓ کی

نکلنا رات کو چھپ کر غریبوں کی مدد کرنا
خلافت میں ہے یہ فرض آگہی فاروقِ اعظمؓ کی

بہت سی بدعتیں پھر ہو گئی ہیں دین میں **بسملؔ**
ضرورت دین کو ہے آج بھی فاروقِ اعظمؓ کی

نہ ہوتا قلب کیوں حق آشنا فاروقِ اعظمؓ کا
ہوا محبوبِ حقﷺ جب ہمنا فاروقِ اعظمؓ کا

ہے باقی آج بھی یہ مرتبہ فاروقِ اعظمؓ کا
نبیﷺ فاروقِ اعظمؓ کے خدا فاروقِ اعظمؓ کا

نبیﷺ فرما چکے رحلت یقیں آتا نہیں اُن کو
نبیﷺ سے ہے یہ معیارِ وفا فاروقِ اعظمؓ کا

علی الاعلان حق کی ہو گئی تفریق باطل سے
سہارا دین کو جب مِل گیا فاروقِ اعظمؓ کا

زباں سے اُنکی جو نکلا وہی آیت ہوئی نازل
رہا دل اِس قدر حق آشنا فاروقِ اعظمؓ کا

یہی تو دورِ فاروقی کی شانِ امتیازی ہے
غریبوں کو سہارا مِل گیا فاروقِ اعظمؓ کا

نہ اس کے عدل سے پھر ہو سکے شکوہ زمانہ کو
ملے جس حکمراں کو نقشِ پا فاروقِ اعظمؓ کا

کبھی وہ دن بھی تھے اُنکو نبیﷺ نے حق سے مانگا تھا
مگر اب خود نبیﷺ ہیں مدعا فاروقِ اعظمؓ کا

نبیﷺ کی صحبتوں میں اُن کو بسمل جس نے دیکھا ہے
وہی کچھ جانتے ہیں مرتبہ فاروقِ اعظمؓ کا

منقبت امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنیؓ

دین پر آپ کے احسان ہیں عثمانِ غنیؓ
آپ بھی اس کے نگہبان ہیں عثمانِ غنیؓ

مرحمت صاحبِ قوسین سے دو نور ہوئے
کس قدر خسروِ ذیشان ہیں عثمانِ غنیؓ

"درمیاں میرے اور عثمان کے ہیں پلِ بہشت"
ایسے اک صاحبِ فرمان ہیں عثمانِ غنیؓ

یہ مرا قول نہیں ہے۔ یہ ہے ارشادِ نبیؐ
کتنے مجھ پر ترے احسان ہیں عثمانِ غنیؓ

آتشِ عشقِ محمدؐ میں سراپا ہیں فنا
یعنی گنجینۂ عرفان ہیں عثمانِ غنیؓ

گلشنِ پاکِ رسالت میں برنگِ خوشتر
رشکِ صد سنبل و ریحان ہیں عثمانِ غنیؓ

دیکھ کر آپ کے ایمان و حیا کی منزل
خود ملائک بھی تو حیران ہیں عثمانِ غنیؓ

دل غنی آپ کا ہے کس قدر اللہ غنی
کتنے سلطانوں کے سلطان ہیں عثمانِ غنیؓ

فنِ انشاء میں کوئی تھا نہ ہوا اُن کا جواب
اور پھر صاحبِ دیوان ہیں عثمانِ غنیؓ

جن کی بیعت کا ہزاروں کو رہا ہے ارماں
اُن کے دل کا بھی تو ارمان ہیں عثمانِ غنیؓ

مجھکو خود نسبتِ حیدرؓ کی قسم ہے سنبلؔ
میرا دل اور میری جان ہیں عثمانِ غنیؓ

ویسے ہی ہیں جامع القرآن عثمانِ غنیؓ
جیسے ہیں ذوالنورین عثمانِ غنیؓ

"مَیں ہوں میرے اور عثمان کے ہیں درمیاں اہلِ بہشت"
ہے رسول اللہ کا فرمان عثمانِ غنیؓ

حق نگر ہیں حق رسا ہیں حق نما ہیں حق شناس
آپ ہیں اس شان کے انسان عثمانِ غنیؓ

دستِ عثمانؓ کا بدل ہے دستِ پاکِ مصطفیٰ
کہہ رہی ہے بیعتِ رضوان عثمانِ غنیؓ

آپ کی ہر شان خود یہ کہہ رہی ہے آپ سے
آپ ہیں کتنے عظیم الشان عثمانِ غنیؓ

جب کبھی آئی ہے یاد اسطرح آئی آپ کی
ہو گیا تازہ میرا ایمان عثمانِ غنیؓ

ہے رسول اللہ کے فیضانِ نسبت کا اثر
عام ہے جو آپ کا فیضان عثمانِ غنیؓ

مِل گیا ہے دامنِ اصحاب و دامانِ رسول
تھامتے ہی آپ کا دامان عثمانِ غنیؓ

بارہا دینِ مبیں پر اُمتِ مرحوم پر
آپ نے فرمائے ہیں احسان عثمانِ غنیؓ

آپ کی مرضی کا؛ ورنہ شاعر کا ہے صرف انتظار
جان ہے سو جان سے قربان عثمانِ غنیؓ

قلبِ بسمل کا ہر اک گوشہ منور ہو گیا
آپ جب سے اسمیں ہیں مہمان عثمانِ غنیؓ

کامل الایمان عثمانِؓ غنی — جامع القرآن عثمانِؓ غنی

کس قدر ہیں اُمتِ مرحوم پر — آپ کے احسان عثمانِؓ غنی

جن سے سیکھیں خود ملائک بھی حیا — ایسے ہیں انسان عثمانِؓ غنی

حلم ہو جود و سخا ہو یا حیا — سب کے ہیں عنوان عثمانِؓ غنی

بیعتِ رضوان ہے اس کا ثبوت — کتنے ہیں ذیشان عثمانِؓ غنی

حق نگر جب تک نہ ہو ممکن نہیں — آپ کا عرفان عثمانِؓ غنی

رحمۃٌ للعالمیں کی ہے عطا — حق کا ہے فیضان عثمانِؓ غنی

آپ کے قدموں میں ہو مدفن میرا — ہے یہی ارمان عثمانِؓ غنی

جز دِ دامانِ محمدؐ مصطفیٰ — آپ کا دامان عثمانِؓ غنی

حق نے دی ہے فقر میں شاہی جنھیں — اُن کے ہیں سلطان عثمانِؓ غنی

آپ کے بسملؔ کو مل جائے زباں
مدح کے شایان عثمانِؓ غنی

عطا ہوں لفظ بھی مدحت کے شایاں حضرتِ عثمانؓ
ہے میری منقبت کا آج عنوان حضرتِ عثمانؓ

نبیؐ خود ہیں تمہارے یوں ثنا خواں حضرتِ عثمانؓ
حیا کی روح ہیں اور جانِ ایماں حضرتِ عثمانؓ

نبیؐ کے دور کا ہر اک مسلماں حضرتِ عثمانؓ
رہا ہے آپ کا ممنونِ احساں حضرتِ عثمانؓ

نبیؐ کے دور میں خود یہ مقام اُن کو رہا حاصل
رہے اسلام کی بن کر رگِ جاں حضرتِ عثمانؓ

تمہاری ہی بدولت آبِ شیریں مل سکا سب کو
کیا اس طرح تم نے سب پہ احساں حضرتِ عثمانؓ

نبیؐ کے حکم پر راہِ خدا میں دیدیا سب کچھ
رہا یہ آپ کا کارِ نمایاں حضرتِ عثمانؓ

کیا قرآن پر تم نے بھروسہ آخری دم تک
تمہارے ہاتھ سے چھوٹا نہ قرآں حضرتِ عثمانؓ

نبیؐ نے خود سنا دی تھی شہادت کی خبر تم کو
یہی تھا اصل میں منشائے یزداں حضرتِ عثمانؓ

حکومت ختم کر دی تم نے آخر ملکِ فارس کی
بھلایا جا نہیں سکتا یہ احساں حضرتِ عثمانؓ

تمہارے گھر کو جس دم باغیوں نے گھیر رکھا تھا
حسنؓ کے نواسے تھے نگہباں حضرتِ عثمانؓ

خدا کی راہ میں بسمل سخی تھے اور بھی لیکن
رہے اس وصف میں سب سے نمایاں حضرتِ عثمانؓ

منقبت امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

سمجھ رکھی تھی دل نے عشق کی وارفتگی آساں
تولائے علیؓ سے ہو گئی منزل رسی آساں

ابھی آواز دوں لگا اُن کو ہو گی یہ ابھی آساں
اِدھر نامِ علیؓ آیا اُدھر مشکل ہوئی آساں

علیؓ کی معرفت ذہنِ بشر سے غیر ممکن ہے
کرم سے اپنے کر دو اسکو خود تم یا نبیؐ آساں

بڑی مشکل سے دامانِ محمدؐ ہاتھ آتا ہے
بہت مشکل سے ہوتی ہے تولائے علیؓ آساں

نبیؐ کی معرفت ہو یا شعورِ ذات کی منزل
مجھے مشکل ہے سب مولا مگر تم کو سبھی آساں

یہ کہیے دامنِ آلِ عبا نے لاج رکھ لی ہے
خرد والو جنوں میں تھی کہاں بخیہ گری آساں

تمہاری اک نگاہِ لطف ہے دارین کی دولت
کرم کرنا تمہیں ہے اے سخی ابن سخی آساں

بہت دشوار تھی منزل رسی راہِ حقیقت کی
درِ حیدرؓ کے سجدوں سے ہوئی ہے بیخودی آساں

خدائی اُن کے اک ادنیٰ اشارے پر مسخر ہے
غلامانِ علیؓ پر حق نے کی ہے سروری آساں

کسی مجروح دل نے یا علیؓ تم کو پکارا ہے
ہو تم مشکل کشا کر دو یہ لطفِ معنوی آساں

خدا کے نام پر جینا خدا کے نام پر مرنا
علیؓ نے کر دیا بسملؔ شعورِ بندگی آساں

علیؑ نورِ پیمبر مظہرِ شانِ پیمبر ہیں
نبیؐ ہیں شہرِ علمِ حق علیؑ اُس شہر کا در ہیں

نُصیری کے عقیدے سے کوئی مطلب نہیں ہمکو
مگر ہم اہلِ ایماں کیلئے وہ بندہ پرور ہیں

ولادت اور شہادت دونوں ہیں اللہ کے گھر میں
امام اولیاء ہیں زینتِ محراب و منبر ہیں

محمدؐ جس کے مولا ہیں علیؑ بھی اسکے مولا ہیں
زبانِ مصطفیٰؐ سے اس الوہیت پہ حیدرؑ ہیں

علیؑ کو دیکھنا ہو تو نبیؐ کی شکل میں دیکھو
بیانِ مصطفیٰؐ سے "لحمکَ لحمی" کے مظہر ہیں

پکارو مشکلوں میں اور پھر اُن کا کرم دیکھو
سمجھ میں آئیگا کس شان کے محبوبِ داور ہیں

جسے کہتے ہیں بسملؔ وہ تو ہے پروردۂ نسبت
وراثت سے بھی نعلینِ مقدس اُسکے سر پر ہیں

گدائے کوئے شہِ اولیاء ہوا سو ہوا　　فدائے روئے علی مرتضیٰؓ ہوا سو ہوا

یہ بندگی میں مرا حوصلہ ہوا سو ہوا　　درِ علیؓ پہ جو سجدہ ادا ہوا سو ہوا

برونِ خانہ علیؓ ہیں درونِ خانہ علیؓ　　بڑے مزے کا یہ رشتہ ہوا ہوا سو ہوا

یہ اپنے اپنے مقدر کی بات ہے زاہد　　میں بندہ اُس کا وہ مولا مرا ہوا سو ہوا

جو ہر طرح سے جمالِ نبیؐ کا مظہر ہے　　نبیؐ کے حُسن کا وہ آئینہ ہوا سو ہوا

صفاتِ ذاتِ علیؓ میں نظر جو آئے ہیں　　نصیریوں کو یہ دھوکا ہوا ہوا سو ہوا

ہم اُسکو کیسے بھلائیں کسی بھی مشکل میں　　ہمارے حق میں وہ مشکل کُشا ہوا سو ہوا

یہ وہ مقام ہے جسکو عطائے حق کہیئے　　وہ ہر زمانہ میں شیرِ خدا ہوا سو ہوا

وہ جسکے ٹکڑوں پہ شاہوں کی ہے گذر بسملؔ
اُسی حضورؓ کا میں بھی گدا ہوا سو ہوا

کوئی مشکل بھی ہو مشکل کشا کا نام لینا ہے
صدا دے کر انھیں دامن کو انکے تھام لینا ہے

جسے عرفاں کی منزل پر پہونچنا ہے تو پھر اسکو
خدا کا نام لیکر بھی علیؑ کا نام لینا ہے

کبھی مدحت علیؑ کی کر کے تم دیکھو مدینہ میں
شہِ کونینؐ سے تم کو اگر انعام لینا ہے

رکھو تم دامنِ حبِّ علیؑ مضبوط ہاتھوں میں
لحد میں خلد میں تم کو اگر آرام لینا ہے

چلے آئے ہیں یہ سب بندۂ بیدام قدموں میں
حضورؐ اپنے غلاموں کو تو اب بیدام لینا ہے

مقدر سے مئے حبِّ علیؑ ملتی ہے ایسوں کو
لبِ کوثر جنھیں دستِ علیؑ سے جام لینا ہے

جو ان کا ہو گیا مستحکم وہ ہے اس راز سے واقف
علیؑ مشکل کشا کے نام سے کیا کام لینا ہے

زباں پر نام ہے جب سے علیؓ کا
سلیقہ آگیا ہے زندگی کا

علیؓ مرکز بھی ہے رازِ خفی کا
یہی مصدر بھی ہے فیضِ جلی کا

کرم ہے یہ سخی ابن سخی کا
ملا ہر ایک کو صدقہ علیؓ کا

علیؓ کی معرفت اللہ اکبر
نہیں ہے کام یہ ہر آدمی کا

خدا کے گھر میں پائی ہے شہادت
ادا یوں حق ہوا ہے بندگی کا

جہاں شمس و قمر کرتے ہیں سجدے
یقیناً ہے وہ نقشِ پا علیؓ کا

جمالِ مرتضیٰؓ ہے اور میں ہوں
یہ عالم ہے نظر کی روشنی کا

نظر میں عظمت کعبہ کو رکھ کر
سمجھ لیتا ہوں میں رتبہ علیؓ کا

دمِ مشکل کچھ اندازہ ہوا ہے
علیؓ مشکل کشا کی رہبری کا

کھلا ہے راز یہ راہ نجف میں
یہی اک راستہ ہے حق رسی کا

ازل سے ہے درِ حیدرؓ سے رشتہ
نصیر الدین بسمل ہاشمی کا

بستر پہ مصطفیٰؐ کے شہِ بوترابؓ ہے
یہ حسنِ انتخاب بھی کیا انتخاب ہے

پیشِ نظر جو روئے ولایت مآب ہے
دیکھیں اس آفتاب کو کب اتنی تاب ہے

ثانی ملے گا اس کا کہیں وہم و خواب ہے
اُس کا جواب کیا ہو جو اپنا جواب ہے

اے صاحبانِ فہم و ذکا بوترابؓ سے
الفت ثواب اور عقیدت ثواب ہے

اسرارِ باطنی ہوں کہ افکارِ ظاہری
شہر اُن کا مصطفیٰؐ ہیں علیؑ اسکا باب ہے

بدر و حنین ہوں کہ ہو خیبر کا معرکہ
پیشِ نظر علیؓ کی شجاعت کا باب ہے

سیرت میں مصطفیٰؐ کی ہے ضم سیرتِ علیؓ
یہ ہے وہی کتاب جو اُم الکتاب ہے

تو مانگ لے خدا سے پھر اب سیفِ حیدریؓ
مسلم ترے جو پیشِ نظر انقلاب ہے

حُسنِ علیؓ ہے ظاہر و باطن میں جلوہ گر
گا ہے نقاب میں ہے گہے بے نقاب ہے

وہ جسکے ساتھ ہیں تو خدا بھی ہے اُسکے ساتھ
چھوڑے اگر علیؓ کو تو مٹی خراب ہے

میں عشقِ مرتضیٰؑ میں ہوں بسملؔ بنا ہوا
دل آتشِ فراق میں جل کر کباب ہے

میرے ہاتھوں میں ہے دامن علیؓ کا
کرم اب لازماً ہوگا نبیؐ کا

علیؓ کے نام پر قربان ہونا
یہی ہے عین مقصد زندگی کا

سبھی کے حق میں یہ مشکل کشا ہیں
جہاں میں بول بالا ہے علیؓ کا

تولائے علیؓ ہے جزوِ ایماں
مقامِ ایمان کی ہے پختگی کا

علیؓ جس کے ہیں اسکے مصطفٰےؐ ہیں
میں اس نسبت سے ہوں بندہ علیؓ کا

علیؓ سے حق ہے اور حق سے علیؓ ہیں
یہ ہے ارشاد خود حق کے نبیؐ کا

خرد پیرو ہے میرے نقشِ پا کی
ہوا ہوں جب سے دیوانہ علیؓ کا

نظر میں ہے جو مری شانِ طیبہ
وہی نقشہ ہے دربارِ علیؓ کا

علیؓ کا فیضِ جاری ہے یہ سنبل
علیؓ سے ربط ہے ہر اک ولی کا

خود "حق مع العلیؓ" سے یہی آشکار ہے
ہر رازِ معرفت کا علیؓ رازدار ہے

ذی شان و ذی کمال ہے اور ذی وقار ہے
مولائے کائنات ہے گردوں مدار ہے

ارشادِ مصطفیٰؐ بھی یہی بار بار ہے
اسلام کے چمن میں علیؓ سے بہار ہے

دستِ علیؓ میں دیکھا ہے اسلام نے مدام
قرآن ہے کبھی تو کبھی ذوالفقار ہے

میری خطا اِدھر ہے علیؓ کی عطا اُدھر
اِس کا شمار ہے نہ تو اُسکا شمار ہے

خیبر کے معرکہ میں ہوا سب پہ یہ عیاں
دستِ علیؓ میں قوتِ پروردگار ہے

روزِ ازل ملا تھا جو جامِ مئے نجف
رندوں پہ حشر میں بھی اُسی کا خمار ہے

حُبِّ علیؓ نے راز یہ سمجھا دیا مجھے
دیوانہ اُن کا جو ہے وہی ہوشیار ہے

کردارِ مصطفیٰؐ کی ہے تصویر ہر عمل
انوارِ مصطفیٰؐ کا بھی آئینہ دار ہے

شائد بنا ہوں خاکِ درِ بوترابؓ سے
قرباں جو اُن پہ جان ہے اور دل نثار ہے

بسملؔ عجیب شئے ہے تولائے مرتضیٰؓ
یعنی کہ بیقراری سے دل کو قرار ہے

۲۷

مولاؑ ہیں ہمارے تو نصیری کے خدا ہیں
سرکار ہی بولیں گے علیؑ اصل میں کیا ہیں

نظروں میں مری اُنکے نقوشِ کفِ پا ہیں
محسوس یہ ہوتا ہے علیؑ راہ نما ہیں

اس درجہ علیؑ ذاتِ محمدؐ میں فنا ہیں
یہ دونوں ہیں ایک ایسے کہ دونوں کی بقا ہیں

ہر منزلِ احساسِ تعین سے ورا ہیں
اس درجہ علیؑ واقفِ اسرارِ انا ہیں

عرفانِ جمالِ علیؑ جن کو ہوا حاصل
اُن کے لیئے ہر سمت علیؑ جلوہ نما ہیں

اے شاہِ نجف ہے وہ ترا رُتبۂ عالی
شاہانِ زماں تیرے گداؤں کے گدا ہیں

دیدارِ علیؑ مردِ مسلماں کی عبادت
الفاظ یہ فرمودۂ محبوبِ خدا ہیں

اک چشمِ کرم اے شہِ والا ہو اِدھر بھی
ہم بھی تو غلامانِ امیرِ شہدا ہیں

شاہانِ زماں بن کے فقیر آئے ہیں در پہ
یہ رکھ کے یقیں آپ محبُ الفقرا ہیں

ہے شاہِ دو عالم کے گھرانے کا یہ حصّہ
اس گھر کے ہیں جو لوگ وہ راضی بہ رضا ہیں

دنیا کے علائق کا اُسے خوف و خطر کیا
بسملؔ کی مدد کیلئے جب شیرِ خدا ہیں

وارثِ انبیاء مورثِ اولیاء یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ
صاحبِ ذوالفقار اُس پہ پھر لافتیٰ یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

یا نبی مصطفیٰ یا نبی مصطفیٰ یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ
اک شہِ انبیاء اک شہِ اولیاء یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

محورِ دل ہو تم مرکزِ جاں ہو تم مرجعِ دین و ایمان و عرفاں ہو تم
ایک چشمِ عنایت برائے خدا یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

جس جگہ ہوں تمہارے نقوشِ قدم اہلِ دل کے بنیں گے وہیں پر حرم
مرکزِ سجدہ ہے آپ کا نقشِ پا یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

تان کر اپنا سینہ جو چلتا ہے وہ اور گر کر بھی خود ہی سنبھلتا ہے وہ
وہ یقیناً تمہارے ہے در کا گدا یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

اسکے چہرے پہ ہونگی ضیاء باریاں لے کے نورِ رسالت کی پرچھائیاں
دل میں روشن ہوئی جبکے شمعِ ولا یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

ربط و نسبت کا بے شک یہ فیضان ہے میرے مولا تمہاری بڑی شان ہے
جب بھی دیکھا نظر آئے تم مصطفیٰ یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

کام مشکل کشائی کا حق نے دیا کام حاجت روائی کا حق نے دیا
تم ہو شیرِ خدا تم ہو مشکل کشا یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

زیر سایہ تمہارے ہیں جیسے یہاں اے شہِ اولیاء اے شہِ اصفیاء
حشر میں بھی تمہارے رہوں زیرِ لواء یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

کربلا سے مدینہ کہاں دور ہے یا نجف سے مدینہ کہاں دور ہے
کم نگاہی سے اپنی ہے یہ فاصلہ یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

ہے ازل سے تمہارے ہی در کا گدا دے رہا ہے تمہارا یہ مُسبِل صدا
تم پہ مرنا ہے دراصل در شۂ حرا یا علیؓ مرتضیٰ یا علیؓ مرتضیٰ

شعورِ عشقِ شہِ دوسرا علیؑ سے ملا
مقامِ قربِ درِ کربلا علیؑ سے ملا

میں کیا بتاؤں تمہیں مجھکو کیا علیؑ سے ملا
خدا گواہ درِ مصطفےٰ علیؑ سے ملا

کوئی ہو وقت کوئی دور ہو کوئی حالات
زمانہ بھر کو نیا حوصلہ علیؑ سے ملا

وہ اولیاء ہوں کہ اقطاب ہوں کہ کوئی ہو
بڑے بڑوں کو بھی جو کچھ ملا علیؑ سے ملا

رہِ حیات میں کام آئے اُن کے نقشِ قدم
قدم قدم پہ مجھے راستہ علیؑ سے ملا

کوئی بھی حادثہ ہم کو ڈرا نہیں سکتا
بہ ہر مقام ہمیں آسرا علیؑ سے ملا

مقامِ عشق ہے سلبِ شعور کی منزل
خودی سے دور جو میں ہو گیا علیؑ سے ملا

اب اور چاہیے کیا تجھکو اے دلِ بسملؔ
زہے نصیب کہ ذوقِ ولا علیؑ سے ملا

پہلے یادِ مرتضیٰؑ دل میں بسا کر دیکھنا
قلب کا پھر اپنے ہر گوشہ منوّر دیکھنا

آستانِ مرتضیٰؑ پر سر جھکا کر دیکھنا
اسکے بعد اپنا عروج اپنا مقدّر دیکھنا

اہلِ نسبت کیلئے دونوں برابر دیکھنا
نورِ حیدرؑ دیکھنا نورِ پیمبرؐ دیکھنا

واپسی کے وقت وہ لمحہ عجب دل سوز ہے
چلتے چلتے روضۂ حیدرؑ کا منظر دیکھنا

یہ جمالِ مرتضیٰؑ ہے طور کا جلوہ نہیں
ہر نظر کو منزلِ نسبت میں لا کر دیکھنا

روسیاہی ایک ہی لمحہ میں ہو جائیگی صاف
خاکِ پائے مرتضیٰؑ چہرہ پہ مَل کر دیکھنا

کچھ سے کچھ ہو جاؤ گے یادار پر چڑھ جاؤ گے
جلوۂ مشکل کشا کو ہوش رکھ کر دیکھنا

خود تمہیں اپنا بنا لے گی یہ ساری کائنات
دل سے مولاؑ کو کبھی اپنا بنا کر دیکھنا

اس پہ لایا ہے چھڑک کر گرد پائے مرتضیٰؑ
بسملِ عاصی کے بہ عصیاں کا دفتر دیکھنا

ہیں ایسے جلوہ بہ داماں علیؓ کے نقشِ قدم
کہ جیسے حسنِ فروزاں علیؓ کے نقشِ قدم

ہر اک درد کا درماں علیؓ کے نقشِ قدم
مری حیات کا ساماں علیؓ کے نقشِ قدم

علیؓ کی ذات تو تسکین جانِ پاکاں ہے
کہ ہیں قرارِ دل و جاں علیؓ کے نقشِ قدم

نہ جانے کتنی ہی صدیاں گزر گئیں لیکن
ہیں اب بھی کتنے درخشاں علیؓ کے نقشِ قدم

مصیبتوں میں قدم جب بھی ڈگمگاتے ہیں
بنتے ہیں میرے نگہباں علیؓ کے نقشِ قدم

جو سعی کی کبھی باطل نے سر اُٹھانے کی
ہوئے اُبھر کے نمایاں علیؓ کے نقشِ قدم

علیؓ کو دیکھو نبیؐ کے ہیں وہ قدم بہ قدم
ہیں رہنمائے مسلماں علیؓ کے نقشِ قدم

بسا لوں دل میں انھیں اور کروں طواف ان کا
ملیں جو مجھکو ہے ارماں علیؓ کے نقشِ قدم

وہیں بنے گی پھر اک سجدہ گاہ اہلِ نظر
جہاں بھی ہونگے نمایاں علیؓ کے نقشِ قدم

ہما شما کا تو کیا ذکر ہے یہاں بسملؔ
خود اولیاء کا ہیں عرفاں علیؓ کے نقشِ قدم

انتہا پر جب پہونچتی ہے ولائے بوترابؓ
دل کی ہر دھڑکن میں آتی ہے صدائے بوترابؓ

یا محمدؐ ہے یہ مدحت آپ کے محبوب کی
ہوں عطا الفاظ شایانِ ثنائے بوترابؓ

یہ وہ دولت ہے جو مختص ہے اسی کیواسطے
فطرتِ مومن میں داخل ہے ولائے بوترابؓ

مشکلوں میں آزما کر ہم نے دیکھا بارہا
کام جب کوئی نہ آیا کام آئے بوترابؓ

رزمِ خیبر میں یہ خود قدرت نے ثابت کر دیا
قوتِ بازوئے احمدؐ بنکے آئے بوترابؓ

اس سے بڑھ کر اور کیا ہو وصاف ارشادِ رسولؐ
"وہ نہیں میرا نہ ہو جس کو ولائے بوترابؓ"

یہ بھی ان سب کے ہیں مولا جن کے مولا ہیں نبیؐ
اب سمجھ لیجیے کہاں پہونچے ہیں پائے بوترابؓ

زندگی میں قبر میں ہنگامِ پرسشِ حشر میں
کام ہر منزل میں آتی ہے ولائے بوترابؓ

سب کو حاصل ہو نہیں سکتا ولایت کا مقام
سب کی قسمت میں کہاں ہے خاکِ پائے بوترابؓ

جب محمدؐ کو ہوئی محبوبِ حق کی جستجو
ہم طعامی کیلئے تشریف لائے بوترابؓ

قول یہ میرا نہیں بسملؔ ہے ارشادِ رسولؐ
ہو کہاں دل میں منافق کے ولائے بوترابؓ

منقبت حضرتہ سیدۃ النساء العالمینؓ

سراپا زندگی عکسِ نبوت فاطمہؓ کی ہے
جو سیرت مصطفےٰ کی ہے وہ سیرت فاطمہؓ کی ہے

کبھی اُن کی سفارش رد نہیں ہوتی رسالت میں
شہِ کونینؐ کے دل میں وہ عظمت فاطمہؓ کی ہے

یہ وابستہ رسالت سے امامت ان سے وابستہ
خرد سے ماورا ہے جو فضیلت فاطمہؓ کی ہے

نبیؐ کو منفرد چشمِ شہود و غیب سے دیکھا
بصارت فاطمہؓ کی ہے بصیرت فاطمہؓ کی ہے

وہ ہیں خاتونِ جنت نورِ چشمِ شافعِ محشر
گنہ گاروں کو یوں حاصل حمایت فاطمہؓ کی ہے

سمجھ لیجئے ہمیشہ مہرباں ہیں پنجتن اُس پر
جہاں جس پر بھی اک چشمِ عنایت فاطمہؓ کی ہے

کروں قربان اپنا گھر کا گھر میں اُنکے قدموں پر
صدا آئے جو طیبہ سے اجازت فاطمہؓ کی ہے

مجھے کیا خوف اپنی بے سروسامانیوں کا ہو
سلامت سب ہیں گر نسبت سلامت فاطمہؓ کی ہے

بظاہر تو یہی ہیں آیتِ تطہیر کا محور
نہاں کتنے ہی پردوں میں حقیقت فاطمہؓ کی ہے

میرے سرکارؐ کی ہر دم محبت ہے میرے دل میں
میرے سرکارؐ کے دل میں محبت فاطمہؓ کی ہے

اسی پر ناز ہے ہم کو کہ ہیں پروردۂ نسبت
رسولِ اللہ ﷺ سے بسمل جو نسبت فاطمہؓ کی ہے

مظہرِ خیر البشر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ
جی رہا ہوں آس پر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

کس قدر آفات میں ہے یہ تمہارا خانہ زاد
کچھ تمہیں بھی ہے خبر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

اب کہاں احساسِ مشکل اب کہاں احساسِ غم
آپ ہیں پیشِ نظر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

آپ دونوں میں نظر آتے ہیں ان کو مصطفےٰ
جن کو حاصل ہے نظر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

ہیں محمدؐ بھی وہاں اور رحمتِ حق بھی وہاں
حشر میں تم ہو جدھر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

ان کو دامانِ نبیؐ سے کوئی نسبت ہی نہیں
ہیں جو تم سے بے خبر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

آپ دونوں کے تصور میں جو آنکھیں بند کیں
مصطفیٰ آئے نظر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

منزلِ مقصد نظر آنے لگی ہر گام پر
جب کہا ہر گام پر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

ہر نفس پر بڑھ رہی ہے نسبتِ خیر البشرؐ
کہہ رہا ہوں جس قدر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

صاف ظاہر ہے یہ سبحان آیۂ تطہیر سے
حق کی ہے تم پر نظر یا فاطمہؓ یا مرتضیٰؓ

تم کو پہچان سکتی نہیں ہر نظر سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ
تم ہو دراصل تصویرِ خیرالبشرؐ سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ

تم ہو خیر النساؐ باپ خیرالبشرؐ سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ
بس تمہاری یہ تعریف ہے مختصر سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ

آپ فرمائیں جس پر کرم کی نظر سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ
مہرباں اُس پہ ہو جائیں خیرالبشرؐ سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ

یہ مقام اور فضیلت تمہیں کو ملی یہ بزرگی یہ عظمت تمہیں کو ملی
گھر تمہارا ہے اتنے اماموں کا گھر سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ

فاطمہؓ ہے تبھی اسمِ پاک آپ کا ہے خواتین کو آسرا آپ کا
منحصر ہے بس اُنکی نجات آپ پر سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ

وقتِ آخر ہدایت جو دی آپ نے وقتِ آخر وصیت جو کی آپ نے
ختم نسوانیت ہو گئی آپ پر سیدہ فاطمہؓ سیدہ فاطمہؓ

رکھ کے جبرِ مشیت کو پیشِ نظر ساری دنیا کے جھگڑوں سے ہیں بے خبر
دنگ قدرت ہے تحمل اس ایثار پر سیدہ فاطمہؓ سید فاطمہؓ

اللہ اللہ رے تمہارا مرتبہ یا فاطمہؓ
بہرِ تعظیم اُٹھ رہے ہیں مصطفیٰؐ یا فاطمہؓ

ہو گیا عرفان جس کو آپ کا یا فاطمہؓ
کھل گیا اُس پر مقامِ مصطفیٰؐ یا فاطمہؓ

راحتِ قلبِ رسولِ کبریا یا فاطمہؓ
رونقِ دولت سرائے مرتضیٰؓ یا فاطمہؓ

دے رہا ہوں اب حسنؓ کا واسطہ یا فاطمہؓ
رد اگر چاہو تو کر دو التجا یا فاطمہؓ

تم ہر اک مشکل میں ہو اُسکی ترنگِ زندگی
ہے جو عالم کیلئے مشکل کشا یا فاطمہؓ

سب سے پہلے یہ چلے آتے ہیں تم کو دیکھنے
جب سفر سے لوٹتے ہیں مصطفیٰؐ یا فاطمہؓ

گنبدِ خضرا سے آئی ہے صدا لبیک کی
جب کبھی میں نے مصیبت میں کہا یا فاطمہؓ

تم وہ بیٹی ہو جو ہے تصویر اپنے باپ کی
تم پہ نازاں ہیں محمدؐ مصطفیٰؐ یا فاطمہؓ

صنفِ نازک کیلئے تم ہو بجائے مصطفیٰؐ
ہر عمل سے تم نے ثابت کر دیا یا فاطمہؓ

جو مقامِ مرتضیٰؓ سے آج بھی ہیں بے خبر
اُن کو دکھلا دو مقامِ مرتضیٰؓ یا فاطمہؓ

خانہ زادِ دائمی بسمل ہے موروثی غلام
اُس کی جنت ہے تمہارے زیرِ پا یا فاطمہؓ

منقبت حضرت سیدنا امام حسنؓ

بہارِ باغِ رسالت مآب امامِ حسنؓ
متاعِ فاطمہؓ و بوترابؓ امامِ حسنؓ

سبھی کو تم نے دیا بے حساب امامِ حسنؓ
نہیں سخا میں تمہارا جواب امامِ حسنؓ

اگرچہ حق سے رہے اپنے دست کش لیکن
نگاہِ حق میں رہے کامیاب امامِ حسنؓ

یہ واقعہ ہے کہ تاریخ میں نہیں ملتا
تمہاری وسعتِ دل کا جواب امامِ حسنؓ

رسولؐ کی کوئی تصویر کھینچ نہیں سکتی
جبھی ہیں عکسِ رسالت مآب امامِ حسنؓ

نبیؐ کے گھر میں ہوئی اِن سے روشنی پہلے
نبیؐ کی آل میں ہیں آفتاب امامِ حسنؓ

تمہاری یاد ہے دل میں تو شکل آنکھوں میں
ہوئے ہیں قلب و نظر کامیاب امامِ حسنؓ

کبھی تو فاتحِ خیبر کا ہے جلال اِن میں
کبھی جمالِ رسالت مآب امامِ حسنؓ

وہی کیا جو ہوا تھا حدیبیہ میں کبھی
ہیں سیرتِ نبوی کا جواب امامِ حسنؓ

مفادِ ذات کو چھوڑیں مفادِ حق کیلئے
بہت ہی سخت ہے یہ انتخاب امامِ حسنؓ

یہ وصفِ خاص ملا ہے رسولؐ سے تسمل
ہیں عکسِ خُلقِ رسالت مآب امامِ حسنؓ

سلام و منقبت حضرت سیدنا امام حسینؓ

وقارِ ملتِ بیضا جو ایک ذات سے ہے
وہ شاہِ کرب و بلا مجموعۃ الصفات سے ہے

عیاں جو نورِ حسینؓ آج شش جہات سے ہے
ثبوت اس کا خود آیاتِ بیّنات سے ہے

حسینؓ ابن علیؓ کی شہادتِ عظمیٰ
رسولِ پاک کی تکمیلِ معجزات سے ہے

یہ سانحہ کوئی چودہ صدی کی بات نہیں
غمِ حسینؓ تو آغازِ کائنات سے ہے

فدائیت کی ادا مردِ حُر سے ہے باقی
وفا کی آبرو اُس صاحبِ فرات سے ہے

وہ ہم شبیہ نبیؐ رن میں آگیا تنہا
ادائے مصطفوی جسکی بات بات سے ہے

یہ حق کی بات ہے اُمت کی بیٹیاں سُن لیں
حیا کی آبرو زینب کی باقیات سے ہے

حسینیت کی ضرورت ہے ہر زمانہ کو
حسینؓ تیرا عمل آج لازمات سے ہے

حسینؓ ہے یہ تیرے پاک خون کا صدقہ
حیاتِ دینِ محمد جو اس ثبات سے ہے

حسینؓ کی شب عاشور تیرا کیا کہنا
کہ تیرا ربط تو معراج ہی کی رات سے ہے

میرے حسینؓ تیرے خانہ زاد بسملؔ کی
گذر بسر تیرے صدقے تری زکات سے ہے

جن کو ملا ہے دامنِ سلطانِ کربلا
اُن کو ملی ہے دولتِ عرفانِ کربلا

عظمت یہ کربلا کی ہے یہ شانِ کربلا
سلطان بحر و بر کے ہیں سلطانِ کربلا

ہو کر شہید اُمتِ عاصی کے واسطے
جاری کیا حسینؑ نے فیضانِ کربلا

سرورؑ کے میزبانوں کا اسلام دیکھئے
سب تشنہ لب شہید ہیں مہمانِ کربلا

حُرؑ تھے حبیبؑ ابنِ مظاہرؑ تھے جیتی جیتی
دینے میں امتحاں یہ فدایانِ کربلا

ویسے تو بے وفاؤں کی کوئی کمی نہ تھی
عباسؑ کی وفا سے بڑھی شانِ کربلا

حلقوم میں ہے تیر تبسم لبوں پہ ہے
معصوم کا عجیب ہے عرفانِ کربلا

دیکھو بہارِ خونِ شہیداں کا یہ کمال
ہیں گُل بدوش خارِ مغیلانِ کربلا

ظلمت یزیدیت کی مٹانے کے واسطے
روشن ہوئی ہے شمعِ شبستانِ کربلا

لاکھوں درود تم پہ رفیقانِ اہلِ بیت
لاکھوں سلام تم پہ شہیدانِ کربلا

تیرِ غمِ حسینؑ ہے بسملؔ جو آر پار
سینہ میں بن گیا ہے وہ میزانِ کربلا

جمالِ مصطفیٰؐ دیکھو جلالِ مرتضیٰؑ دیکھو
حسینؑ ابنِ علیؑ کے رُخ میں دونوں کی ضیا دیکھو

اُدھر لشکر امیرِ شام کا مدِ مقابل ہے
اِدھر تنہا کھڑا ہے پیکرِ صبر و رضا دیکھو

پھر ایسا سانحہ تاریخ دُہرا ہی نہیں سکتی
جبین دہر پہ ہے صاف لفظوں میں لکھا دیکھو

"وفاداری بہ شرط استواری عینِ ایماں ہے"
وفائے مستقل عباسؑ کی اہلِ وفا دیکھو

دکھانے مصطفائی شان پھر اک بار دنیا کو
ہوا ہے جلوہ فرما ہم شبیہ مصطفیٰؐ دیکھو

بس اک چشمِ کرم نے حُرؑ کی قسمت ہی بدل ڈالی
ملا ہے جاں نثاری کا انھیں کیسا صلہ دیکھو

بہتر[۷۲] یہ نفوسِ قدسیہ ہر دورِ ظلمت میں
صداقت کا خدا کے نور کا ہیں آئینہ دیکھو

ہو کیسی ہی روشِ دنیا کی اور کیسا ہی وقت آئے
نہ چھوٹے دستِ دل سے دامنِ آلِ عبا دیکھو

خدا کے راستہ میں گھر کا گھر اپنا لُٹایا ہے
رسول اللہ کے نورِ نظر کا حوصلہ دیکھو

جلی حرفوں سے اُس پر آیتِ تطہیر لکھی ہے
محبّو دیدۂ باطن سے زینبؑ کی ردا دیکھو

کٹانا سر پڑا اس راہ میں شبیرؑ تک کو بھی
کٹھن ہوتی ہے بسمل کس قدر راہِ خدا دیکھو

دین زندہ ہوا ہے تری تسلیم و رضا سے
حیدرؓ کے جگر گوشہ محمدؐ کے نواسے

جس خون سے سرسبز ہے اسلام کا گلشن
صد حیف کہ اعدا تھے اُسی خون کے پیاسے

جیسے کہ چلے آئے ہوں خود سرورِ عالمؐ
دھوکا یہ ہوا چہرۂ اکبرؓ کی ضیاء سے

رونق ہی نئی آگئی دنیائے وفا میں
عباسؓ علمدار تیری شانِ وفا سے

اللہ غنی آیتِ تطہیر کی تفسیر
معلوم ہوئی حضرتِ زینبؓ کی ردا سے

اس طرح سنور جاتا ہے اک پل میں مقدر
حُرؓ صاحبِ قسمت ہوئے سرورؓ کی ولا سے

یہ دیکھ کے خود سرد ہوئی نارِ جہنم
اے شمرِ لعیں تیری شقاوت سے جفا سے

ہر نقش صداقت کا اُبھرتا ہی رہے گا
خود حضرتِ شبیرؓ کے نقشِ کفِ پا سے

بسملؔ ہیں ہر اک حال میں ہم اُنکے ہی سائل
اک اُن کی عطا ہی سے تو بھرتے ہیں یہ کاسے

لیکر علیؑ سے دولتِ عرفانِ کربلا — کہتا ہوں میں سلام بہ عنوانِ کربلا

تپتی ہوئی وہ ریت وہ میدانِ کربلا — اور اُس میں امتحانِ غریبانِ کربلا

چودہ صدی سے ختم ضیافت نہ ہو سکی — ہے کربلا میں آج بھی مہمانِ کربلا

اشکِ عزاء میں ہو گئے شامل جو اشکِ خوں — دامن پہ کھِل گیا ہے گلستانِ کربلا

اے نائبِ رسولؐ نبیوں کے جیسا کام — حق نے لیا ہے تم سے بہ میدانِ کربلا

اس واسطے کہ اس میں ہے آلِ نبیؐ کا خوں — مٹی میں کربلا کی ہے عرفانِ کربلا

عباسؑ جس کا نام ہے حیدرؑ نما ہے جو — وہ آرہا ہے شیرِ نیستانِ کربلا

واللہ ننھا منا مجاہد وہی تو ہے — جو کربلا کی ریت میں ہے جانِ کربلا

سوچا تھا کچھ یزید نے لیکن ہوا کچھ اور — شبیرؑ نے بدل دیا عنوانِ کربلا

شبیرؑ جب پکاریں گے نانا کو حشر میں — ہِل جائے گا مدینہ سے دامانِ کربلا

دامانِ مصطفیٰؐ سے جو رہتا ہے منسلک
بسملؔ بگیر دامنِ سلطانِ کربلا

بقائے حق کی خاطر اپنے گھر کے نام کی خاطر
حسینؓ ابن علیؓ نے جان دی اسلام کی خاطر

وہ حق سے کیوں گریزاں ہوں امیرِ شام کی خاطر
جنھیں منظور ہو ہر دم شۂ اکرام کی خاطر

یہ مقصد تھا تمیزِ حق و باطل ہم کو ہو جائے
شہادت پائی ہے اُمت کے نیک انجام کی خاطر

حُرِ غازی نے قرباں کی متاعِ زندگی اپنی
رسولؐ اللہ کے دربار سے انعام کی خاطر

علیؓ اکبر علیؓ اصغر علیؓ عباسؓ کو دیکھو
جو کام آئے ہیں صرف اللہ کے پیغام کی خاطر

ہے ایسی کونسی مشکل جو آساں ہو نہیں سکتی
علیؓ شیرِ خدا مشکل کشا کے نام کی خاطر

صدا دینا انھیں مشکل میں ہے یہ کام بسمل کا
کرم اُن کا جو آئیں بندۂ بے دام کی خاطر

یا امام الہدیٰ یا شہِ دوسرا ہم کو دنیا کی راحت نہیں چاہیئے
تھا بہتّر میں سب کی زباں پر یہی واپسی کی اجازت نہیں چاہیئے

جن کی صورت پہ قربان ہیں دو جہاں جن کی سیرت کے قائل ہیں کون و مکاں
جن کی رفعت پہ حیراں ہے خود آسماں اُن کو اب کوئی رفعت نہیں چاہیئے

مظہرِ کبریا پرتوِ مصطفیٰؐ نورِ چشمِ بتولؑ دلبرِ مرتضیٰؑ
اس پہ خود بھی ہو سردارِ کُل اولیاء تم کو دنیا کی عظمت نہیں چاہیئے

نطقِ حق پر بھی جن کی یہ توقیر ہے جن کے اوصاف کی خود یہ تفسیر ہے
جن کا قرآں میں اظہارِ تطہیر ہے اُس سے بڑھ کر وضاحت نہیں چاہیئے

اک طرف دامنِ پاکِ آلِ عبا اک طرف ہے یہ دنیا کی رنگیں قبا
اہلِ حق کا یہ ہے حشر تک فیصلہ ہم کو باطل کی زینت نہیں چاہیئے

آئے اکبرؑ تو اُٹھے یزیدی قدم بولے سارے حسینی یہی ایک دم
جبکہ عباسؑ کے ہاتھ میں ہے علم پھر کسی کی شجاعت نہیں چاہیئے

دیکھتے ہیں جدھر آج اہلِ نظر پھر نظر آ رہا ہے یزیدی اثر
کیا زمانے کی تعمیرِ نو کیلئے جوشِ خونِ شہادت نہیں چاہیئے

مصطفیٰؐ کی محبت علیؓ کی وِلا اور تقاضہ محبت کا اس سے سوا
جان و دل کیوں نہ کر دیں ہم اُن پہ فدا استخارہ کی حاجت نہیں چاہیئے

کربلا نور و ظلمت کا اک فیصلہ برقِ ایمن جو چمکی اُجالا ہوا
نقشِ باطل گئے تو یہ دل نے کہا نور والوں کو ظلمت نہیں چاہیئے

آپ پر صدقہ ہونے کا ارمان ہے آرزو ہی نہیں بلکہ ایمان ہے
آپ پہ جان سو بار قربان ہے اور کسی کی بھی قیمت نہیں چاہیئے

ہاتھ میں ہے مرے دامنِ مرتضیٰؓ مجھکو حاصل ہوئی رحمتِ مصطفیٰؐ
میں ازل ہی سے بسمل ہوں شبیرؓ کا اب کسی کی عنایت نہیں چاہیئے

تدبیر پر نظر ہے نہ تقدیر پر نظر
شبیرؓ کے کرم سے ہے شبیرؓ پر نظر

شبیرؓ کے مقام کو وہ کیا سمجھ سکیں
جن کی نہیں ہے آیت تطہیر پر نظر

بے شک حسینؓ بولتا قرآں دکھائی دیں
قرآنِ پاک کی ہو جو تفسیر پر نظر

اکبرؓ کو اس نگاہ سے دیکھا ہر ایک نے
جیسے کہ مصطفٰےؐ کی ہو تصویر پر نظر

منظور تھی حسینؓ کو ہر دم رضائے دوست
ہر وقت تھی نوشتۂ تقدیر پر نظر

قدموں میں کھنچ کے آتے رہیں دجلہ و فرات
رکھتے کبھی حضور جو تدبیر پر نظر

عابدؓ کو صرف ہے رہِ تسلیم کا خیال
مطلق نہیں ہے پاؤں کی زنجیر پر نظر

پھرتی ہے ضربِ فاتحِ خیبر نگاہ میں
پڑتی ہے جب حسینؓ کی شمشیر پر نظر

جسکی ہر اک نگاہ مشیت شناس ہو
رکھتا وہ حرملا کی کہاں تیر پر نظر

ہر ذرہ ہے تجلیٔ مطلق لئے ہوئے
ہے خاکِ کربلا تری تنویر پر نظر

بسملؔ جو میں ہوں خواب میں پائے حسینؓ پر
شام و سحر ہے خواب کی تعبیر پر نظر

آپ پر قرباں ہے صبر و ضبط کی منزل حسینؓ
ہوگئی ہے خود مشیت آپ کی قائل حسینؓ

ہیں جمالی اور جلالی شان میں کامل حسینؓ
مصطفیٰؐ و مرتضیٰؓ دونوں کا ہیں حاصل حسینؓ

حاضرانِ بزم مدحت کیوں نہ ہوں بسمل حسینؓ
در حقیقت آپ جب ہوں صاحبِ محفل حسینؓ

سر پہ تاجِ عظمتِ انسانیت پہنے ہوئے
عرصۂ محشر میں ہونگے دید کے قابل حسینؓ

جتنے محبوبین کا قرآن میں ہے تذکرہ
یہ خدا ہی جانتا ہے کس میں ہیں شامل حسینؓ

سارا کنبہ لٹ گیا اور لب پہ اُف تک بھی نہیں
آپ ہی کا حوصلہ ہے آپ ہی کا دل حسینؓ

جس سے ٹکرا کر ہوئی باطل کی کشتی پاش پاش
آپ دریائے صداقت کا ہیں وہ ساحل حسینؓ

خواجۂ اعظم کے لفظوں میں بنائے لاالٰہ
حشر تک اب یہ لقب ہے آپکے قابل حسینؓ

یا علیؓ کہہ کر کبھی اور یا نبیؐ کہہ کر کبھی
آپ کے قدموں پہ بسمل ہوگیا بسمل حسینؓ

سلیقہ چاہیئے اے دل غمِ سبطِ پیمبرؐ کا — کسی کو ہے یہ غم مرہم کسی کے حق میں ہے خنجر کا
اسی کو تشنہ لب رکھا ہے تم نے کربلا والو — کہ نانا جس کا ہے روزِ جزا مختارِ کوثر کا
ہیں یہ بھی آیتِ تطہیر کے الفاظ کا معنی — محافظ ہے خدائے پاک خود زینبؑ کی چادر کا
زمینِ کربلا میں حرؓ بھی ہیں اور حرملا بھی ہے — صلہ ہر ایک نے پایا یہاں اپنے مقدر کا
چلے ہیں رزم گاہِ کربلا میں جس طرف سرورؑ — بپا تھا شور ہر سو نعرۂ اللہ اکبر کا
محمدؐ کے ہیں دو۔ نصف اول نصف آخر ہیں — کوئی ثانی نہ پیدا ہو سکا شبیرؑ و شبرؑ کا
چلے آئے ہوں میداں میں نبیؐ جیسے جواں ہو کر — یہ عالم کربلا میں تھا علی اکبرؑ کے تیور کا
طہارت کا وسیلہ اسکو سمجھیں خود ملائک بھی — ملے آبِ وضو ان کو جو اہلِ بیتِ اطہر کا
چلے ہیں تیغ لہراتے ہوئے یہ جب سوئے دریا — نہ تھا مدِ مقابل کوئی عباسِؑ دلاور کا
رہِ تسلیم میں شبیرؑ یہ بھی سہہ گئے آخر — بڑھاپا اور پھر داغِ جدائی وہ بھی اکبرؑ کا

تصور دین کو غربت کا آسکتا نہیں بسملؔ
لگا ہے کربلا میں اس پہ سرمایہ بہتّر کا

زمینِ کربلا میں ہر مصیبت ختم تم پر ہے
حسینؑ ابنِ علیؑ جبرِ مشیت ختم تم پر ہے

سرِ اقدس ہے نیزہ پر زباں پر آیتیں جاری
کلام اللہ کی ایسی تلاوت ختم تم پر ہے

جوانی مصطفیٰ کی یاد آئی ہے علی اکبرؑ
رسولِ پاک سے اتنی شباہت ختم تم پر ہے

نصیب اے حُرؑ تمہارا جاگ اٹھا کس موڑ پر آکر
یہ فیضِ حق شناسی یہ مودّت ختم تم پر ہے

امیرِ شام کے دربار میں حق گوئی اے زینبؑ
علیؑ شاہد ہیں یہ شانِ خطابت ختم تم پر ہے

وفاداری کا ہر معیار تم نے ختم کر ڈالا
علمدارِ حسینیؑ یہ رفاقت ختم تم پر ہے

رہِ حق میں بہر قیمت لگا دی جان کی بازی
نبیؐ کے نصف تن یہ استقامت ختم تم پر ہے

پرستارانِ حق باطل کے آگے جھک نہیں سکتے
خدا کے دینِ برحق کی یہ حجت ختم تم پر ہے

حسینؑ اللہ اکبر زیرِ خنجر تم ہو سجدے میں
شرف یہ بندگی کا یہ عبادت ختم تم پر ہے

ذبیح اللہ نے دروازہ کھولا تھا شہادت کا
مگر شبیرؑ وہ شانِ شہادت ختم تم پر ہے

بلا تخصیصِ مذہب ہیں تمہارے غم میں سب شامل
دلِ عالم پہ یہ طرزِ حکومت ختم تم پر ہے

ہٹے جو آنکھ سے پردے تو میں نے دیکھا ہے / حسینؑ مرکزِ کعبہ ہے اور مدینہ ہے

عجیب جبر ہے وہ تین دن سے پیاسا ہے / کہ جس کے واسطے کوثر کا ہر پیالہ ہے

حسینیتؑ میں بقا ہے یزیدیت میں فنا / ازل سے حق کے یہ دستور کا تقاضہ ہے

کرم تمہارا تو حرؑ تک نہیں فقط موقوف / تم اُسکو تھامے ہو جس نے تمہیں پکارا ہے

خدا کی راہ میں شبیرؑ کی یہ قربانی / خدا کی راہ میں جینے کا اک طریقہ ہے

جبھی تو جبرِ مشیت نے چُن لیا اُن کو / حسینؑ دستِ مشیت کا استفادہ ہے

حسینؑ سرِّ شہادت نے حق تعالیٰ سے / بنا نے شاہِ شہیداں تمہیں کو مانگا ہے

ہر ایک ظلم رسیدہ کی آرزو تم ہو / وہ مرتے مرتے بھی تم کو سلام کہتا ہے

حسینؑ پیاس بجھا دو اب اپنے بسمل کی
تمہارے تربت دیدار کا وہ پیاسا ہے

خدا کے فضل سے عزم و عمل کا پتلا ہے
حسینیتؑ کی یہ تشریح کا خلاصہ ہے

پھر اسکی عظمت و حرمت کا پوچھنا کیا ہے
رضائے حق جو ہے بندہ کا وہ ارادہ ہے

کبھی حسینؑ کو دیکھے گا تو نہ دیکھا ہے
یزیدیت تری آنکھوں پہ اب بھی پردہ ہے

زمانہ بھیجے درود اور سلام تجھ پہ مدام
حسینؑ تیرے عمل کا یہی تقاضہ ہے

حسینؑ راکبِ دوشِ پیمبرِ خاتمؐ
کہ جس کی خاکِ کفِ پا سبھی کو سرمہ ہے

بھلا سکے گی نہ تاریخ دینِ حق تم کو
کہ تم نے گرتے ہوئے دین کو سنبھالا ہے

مقامِ بندگیٔ مصطفےؐ کے ہو وارث
یہ صرف حق کا نہیں خود تمہارا منشائے ہے

حرم کے واسطے عباسؑ ہیں نہ اکبرؑ ہیں
حسینؑ ابن علیؑ آخری سہارا ہے

تڑپ رہا ہوں جو ذکرِ حسینؑ پر بسمل
حقیقتاً یہ تصدق حسینؑ ہی کا ہے

تری رحمت الٰہی اب کے اس انداز سے برسے
وفورِ شوق میں کرلوں وضو تسنیم و کوثر سے

وہی کچھ ہو سکے واقف مقامِ ابنِ حیدرؓ سے
جو ہیں مربوط حق سے اور وابستہ پیمبرؐ سے

یہی کہتا ہے ہر آنسو ٹپک کر دیدۂ تر سے
تمہارا نام لیوا اور تمہاری دید کو ترسے

کچھ اِس انداز سے اُن ظالموں نے ظلم ڈھایا ہے
زمینِ کربلا فریاد کُن ہے شاہِ محشرؐ سے

طہارت اس کا حصہ ہے تقدس اسکا ورثہ ہے
صدا آتی ہے رہ رہ کے یہ زینبؓ کی چادر سے

ہے جیسے دل کی ہر جنبش بقائے دل سے وابستہ
وفا ہے اِس طرح مربوط عباسؓ دلاور سے

علیؓ اکبر کو دیکھو اور رسولؐ اللہ کو دیکھو
سلوکِ ناروا تم نے کیا کس حُسن پیکر سے

خدا کے عدل سے کوئی بھی ظالم بچ نہیں سکتا
پکارے گا لہو مظلوم کا دیوار سے در سے

علمدارِ حسینؓ ابنِ علیؓ یوں نہر سے لوٹا
علیؓ لوٹے ہیں جیسے لیکے نصرت رزمِ خیبر سے

مزا آجائیگا میری جبیں کو سجدہ ریزی کا
ملے جو نقشِ پا شبیرؓ کا مجھکو مقدر سے

ازل سے یہ مرے آقا ہیں اور میں انکا متوسل ہوں
شرف رکھتا ہوں نسبت کا درِ شبیرؓ و شبرؓ سے

ہیں کون جلوہ گر یہ کسی کو خبر نہیں
ہیں سامنے حسینؑ مجالِ نظر نہیں

جن کو غمِ حسینؑ کی کوئی خبر نہیں
اُن کے نصیب ہی میں غمِ معتبر نہیں

کیا جانیں پھر وہ آلِ نبیؐ کے مقام کو
جن کی نگاہ آیتِ تطہیر پر نہیں

جس راہِ بندگی کے ہیں شبیرؑ رہنما
اس راہ میں ہر ایک بشر کا گذر نہیں

ہر دور کے یزید نے کوشش تو کی مگر
جو مٹ سکے کبھی وہ حسینیؑ اثر نہیں

عباسؑ لے کے مشک چلے یوں سوئے حرم
جیسے کہ بازوؤں کی اُنھیں کچھ خبر نہیں

ہم شکلِ مصطفٰےؐ پہ کیا تم نے وہ ستم
مطلق نبیؐ پہ آج تمہاری نظر نہیں

اتنی طویل ہے یہ شہادت کی داستاں
صدیاں گذر گئیں ہیں مگر مختصر نہیں

اشکِ عزا ہیں دامنِ بسمل میں بے شمار
روزِ حساب کا اُسے خوف و خطر نہیں

دیکھ کر تیرا یہ جوشِ استقامت اے حسینؑ
ہو گئی دامن سے وابستہ شہادت اے حسینؑ

کس قدر مشکل تھا یہ اجرِ رسالت اے حسینؑ
تو نے آسانی سے کی تکمیلِ حجت اے حسینؑ

ہو چکی تھی ختم نانا پر رسالت اے حسینؑ
ورنہ زیبا تھا تمہیں تاجِ نبوت اے حسینؑ

حشر تک ورنہ یزیدیت نہ ہوتی بے نقاب
پردہ در اسکی ہوئی تیری شہادت اے حسینؑ

بن گیا تو بھی سراجِ نور عالم کیلئے
تو نے روشن کی ہے وہ شمعِ امامت اے حسینؑ

جس نے بھی اکبرؑ کو دیکھا مصطفےٰؐ یاد آ گئے
کتنی ہے مصدر سے مشتق کی شباہت اے حسینؑ

بن گئی ہے جب سے تیری یاد جزوِ زندگی
زندگی کی بڑھ گئی ہے قدر و قیمت اے حسینؑ

تم نے رکھ لی حشر تک انسانیت کی آبرو
تم پہ ہو جانا فدا ہے عینِ فطرت اے حسینؑ

یوں ہوا محسوس جیسے کربلا میں ہیں حسنؑ
تو نے جب قاسمؑ کو دی رن کی اجازت اے حسینؑ

بندگی پر تیری نازاں ہے مشیت اس طرف
اس طرف ملت تری مرہونِ منت اے حسینؑ

دامنِ لبملؔ میں جز اشکِ عزا کچھ بھی نہیں
اس کا سرمایہ ہے بس تیری محبت اے حسینؑ

ہر نفس ہوتا ہے پیہم احساسِ قربت اے حسینؓ ۔۔۔ رنگ پر آتا ہے جب رنگِ مودت اے حسینؓ

دیدنی ہے اللہ اللہ حرؓ کی قسمت اے حسینؓ ۔۔۔ یوں ہوئی ہے اُسکو حاصل تیری قربت اے حسینؓ

تم سے ملحق ہے شریعت اور طریقت اے حسینؓ ۔۔۔ تم پہ ہوتے ہیں فدا سب اہلِ نسبت اے حسینؓ

السلام اے معدنِ کانِ امامت السلام ۔۔۔ السلام اے قبلہ گاہِ اہلِ نسبت اے حسینؓ

السلام اے واقفِ رازِ مشیت السلام ۔۔۔ السلام اے مظہرِ نورِ نبوت اے حسینؓ

انبیاء کا کام حق نے تجھ سے آخر لے لیا ۔۔۔ تو مجسم بن گیا اجرِ رسالت اے حسینؓ

عارضی دنیا میں ہے گو اعتبارِ رنگ و بو ۔۔۔ غیر فانی ہے مگر تیری محبت اے حسینؓ

مصطفیٰؐ و مرتضیٰؓ کا ربط یاد آنے لگا ۔۔۔ دیکھکر عباسؓ کی شانِ رفاقت اے حسینؓ

اصغرؓ بے شیر کی بھی پیاس کو دکھلا دیا ۔۔۔ تو نے باقی ہی نہ رکھی کوئی حجت اے حسینؓ

عابدؓ بیمار سجادِ دو عالم بن گئے ۔۔۔ تھی جو نظر دل میں تیرے سجدوں کی عظمت اے حسینؓ

فکرِ دنیا خوفِ عقبیٰ سے ہے بسملؔ بے نیاز
اسکو کیا غم ہے تیری نسبت سلامت اے حسینؓ

کچھ کسی در سے اُسے حاصل نہیں — جو درِ شبیرؓ کا سائل نہیں
سیرتِ پاکِ حسینؓ ابنِ علیؓ — بحر ہے جس کا کوئی ساحل نہیں
جان دینا اے مشیت آشنا — سب کو مشکل ہے تمہیں مشکل نہیں
عزمِ عباسؓ دلاور کے لیئے — کوئی شئے بھی مانعِ ساحل نہیں
صورتِ اکبرؓ کو دیکھو غور سے — مصطفیٰ اِس رُخ میں کیا شامل نہیں
خانوادہ لُٹ گیا پروا نہ کی — ہے دلِ شبیرؓ سب کا دل نہیں
چادرِ زینبؓ سے بڑھ کے کوئی شئے — آیتِ تطہیر کی حامل نہیں
اللہ اللہ ان بہتّر کا مقام — یہ ہر اک انسان کی منزل نہیں
فرق ہے بس حق و باطل میں یہی — جس جگہ حق آگیا باطل نہیں
مشکلیں اتنی اٹھائیں آپ نے — عاصیوں کو اب کوئی مشکل نہیں

ہوں نہ قرباں سُن کے جو نامِ حسینؓ
اور ہو سکتا ہے وہ بسمل نہیں

یہ مرا احساسِ غم تر دامنی تم پر نثار / تم نے بخشا جو شعورِ زندگی تم پہ نثار

سارے غم تم پر نثار اور ہر خوشی تم پر نثار / اک اشارہ ہو تو کر دوں میں ابھی تم پہ نثار

خواجگانِ چشت اور سارے ولی تم پر نثار / نقشبندی شاذلی و قادری تم پہ نثار

تم نے جینے کا سکھایا ہے سلیقہ یا حسینؓ / کیوں نہ کر دوں اپنی ساری زندگی تم پہ نثار

تیر کھا کر مسکرانا سب سے ممکن ہے کہاں / اصغرؓ بے شیر یہ مردانگی تم پہ نثار

تم نے اس انداز سے کی فتح دریائے فرات / حضرتِ عباسؓ اک موج تھی تم پہ نثار

یا شہنشاہِ شہیداں یا حسینؓ ابنِ علیؓ / میں مرے بچے مرے ماں باپ بھی تم پہ نثار

حق تو یہ ہے کربلا میں ایک سجدہ کے عوض / دونوں عالم کی ہے شانِ بندگی تم پہ نثار

ذہنِ انساں کو وہاں پہونچا دیا تم نے حسینؓ / ہے بلندی آج بھی افکار کی تم پہ نثار

دین کو بخشی ہے تم نے تا قیامت زندگی / تا ابد ہر اہلِ دیں کی زندگی تم پہ نثار

گر کے قدموں میں تمہارے وہ بھی بسمل ہو گئے

تھا لبِ حرؒ پہ یہی یا سیدی تم پہ نثار

اصغرؑ کا خون بدلے جو رنگت نئی نئی
کربل سے اٹھے روزِ قیامت نئی نئی

پھیلی جو روشنیٔ شہادت نئی نئی
ہر معتقد نے پائی عقیدت نئی نئی

حُرؓ آکے شاہِ دیںؑ پہ جو قرباں ہو گئے
پیدا ہوئی تھی الفتِ حضرت نئی نئی

میدانِ کارزار میں عباسؑ نامدار
دکھلا رہے ہیں شانِ شجاعت نئی نئی

آنے کو ان میں ہے گلِ شادابِ مصطفیٰ
آنے لگی ہے ریت سے نکہت نئی نئی

تیرے فدائیوں کو تری دھن میں یا حسینؑ
اک اک قدم پہ ملتی ہے نصرت نئی نئی

پاتا ہے حق تعالیٰ سے کربل کا ہر شہید
ہر سال اپنے خون کی قیمت نئی نئی

کر مدحتِ حسینؑ ہے جب تک بدن میں جاں
حاصل ہو تجھکو تاکہ سعادت نئی نئی

قدرت کھلا رہی ہے شگوفے نئے نئے
ہر دن غمِ علیؑ میں ہے ندرت نئی نئی

بسملؔ تصوراتِ شہیدانِ کربلا
کرتے ہیں آکے قلب کی زینت نئی نئی

فکر و نظر سے لیتے رہو آگہی نئی
مدحِ حسینؑ میں کرو جدت نئی نئی

چودہ صدی کے بعد بھی اے دشتِ کربلا
تجھ میں حسینیتؑ کی ہے اک دلکشی نئی

ہر دور میں حسینؑ ہی مینارِ نور ہیں
ہر دور کو یہ روشنی ملتی رہی نئی

تھی رن میں جب بہارِ شہادت کے باغ پر
اصغرؑ کے مسکرانے کی ابھری کلی نئی

جلتے ہیں جو چراغ شہیدوں کے خون سے
ہر شب میں دیتے رہتے ہیں وہ روشنی نئی

اشکِ غمِ حسینؑ کو لعل و گہر بناؤ
آنکھوں کو روز دیتے رہو تم نمی نئی

آتا ہے جب بھی اصغرِؑ بے شیر کا خیال
اٹھتی ہے میرے قلب میں اک ہوک سی نئی

یادِ حسینؑ روز نیا روپ لیتی ہے
پائی غمِ حسینؑ میں وارفتگی نئی

بسمل ہوئے جو قلب و نظر غم میں شاہؑ کے
مجھ کو ہر اک تڑپ میں ملی زندگی نئی

اتنا ہو کرم مجھ پہ ترا کم سے کم حسینؓ
پیوست میرے دل میں رہے تیرا غم حسینؓ

ہرگز نہ مٹ سکے گا کبھی تیرا غم حسینؓ
چودہ صدی کے بعد بھی ہے چشم نم حسینؓ

عشاقِ اہلِ بیت کے حق میں یہ کربلا
نسبت سے تیری بن گئی دارالکرم حسینؓ

قربانی گر نہ ہوتی بہتر نفوس کی
صدق و یقیں و دین نہ ہوتے بہم حسینؓ

جن کو تمہارے در کی غلامی نہ راس آئے
وہ اور ہوں گے بندۂ دام و درم حسینؓ

آنسو ادب سے لیتا ہوں دامن میں اسلئے
تو محترم ہے غم بھی تیرا محترم حسینؓ

اشکِ رواں کے ساتھ قلم سجدہ ریز تھا
جب بھی ہوا ہے نام تمہارا رقم حسینؓ

اسلام اور چیز ہے ایمان اور چیز
کتنوں کا کربلا میں کھلا یہ بھرم حسینؓ

صورت بھی ہو بہو وہی سیرت بھی ہے وہی
اس طرح ہو گئے ہیں محمدؐ میں ضم حسینؓ

جس کا نبیؐ نے آپ کو وارث بنا دیا
ہیں آپ ایک ایسی متاعِ حرم حسینؓ

بسملؔ کے حال پر بھی کرم کی ہو اک نظر
جزوِ رسولؐ مظہرِ نورِ قدم حسینؓ

نانا ہے نبیؐ اور پدر شیرِ خداؓ ہے
اس شان کا بندہ کوئی ہوگا نہ ہوا ہے

عرفانِ مشیت تجھے ورثہ میں ملا ہے
ہر عزم ترا تابعِ منشائے خدا ہے

قسمت میں مری آلِ محمدؐ کی ولا ہے
زاہد کے مقدر میں غمِ روزِ جزا ہے

جب حضرتِ شبیرؓ ہیں کشتی کے نگہباں
ہر موجِ فنا میرے لئے موجِ بقا ہے

ہے شافعِ محشرؐ کا نواسہ مرا آقا
اب پرسشِ عصیاں کی مجھے فکر ہی کیا ہے

قائم رہے یارب تپشِ الفتِ شبیرؓ
جب تک یہ سلگتی رہے جینے کا مزا ہے

جھکتے ہوئے دیکھا ہے وہاں ہم نے فلک کو
وہ ارض جہاں آپ کا نقشِ کفِ پا ہے

تکمیلِ مشیت کیلئے وقتِ ضرورت
یہ دیکھئے کس کو نگہِ حق نے چُنا ہے

اب تک بھی حسینؓ ابنِ علیؓ ہی کی بدولت
اسلام کی رگ رگ میں لہو دوڑ رہا ہے

ہونے کو تو ہیں اہلِ وفا اور بھی لیکن
عباسؓ کا معیار مگر سب سے جُدا ہے

پوچھے کوئی یہ حضرتِ شبیرؓ سے سنبلؔ
کس طرح ادا حق وفا تم نے کیا ہے

منقبت حضرت سیدنا عباسؓ علمبردار

دل سے پہلے معتقد ہو کر علمؓ بردار کے
دیکھئے لطف و کرم پھر حیدرِؓ کرار کے

لاڈلے حیدرؓ کے ہو سکتے ہیں حسن معیار کے
تونے بھی جوہر دکھائے ہیں وہی کردار کے

مرتضیٰؓ ہی کے گھرانے کو ملا ہے یہ شرف
درسِ دنیا کو اسی گھر سے ملے ایثار کے

یاالٰہی رزمِ خیبر ہے کہ رزمِ کربلا
ہیں وہی انداز عباسؓ علم بردار کے

ہر نظر میں ضربتِ حیدرؓ کا نقشہ پھر گیا
کربلا میں دیکھ کر تیور تری تلوار کے

مرضیٔ مولا کے آگے کٹ گئے بازو تو کیا
رہ گئے چرچے مگر باقی تری تلوار کے

جانے کیا حالت ہو گر رخ سے اٹھا دے تو نقاب
ہوش ابھی سے اڑ رہے ہیں طالبِ دیدار کے

ہر ادا سے ہے نمایاں عظمت و شانِ علیؓ
کیا بیاں ہوں وصف عباسِؓ علم بردار کے

پھر گئی آنکھوں میں تصویرِ علیؓ مرتضیٰ
دیکھ کر انداز عباسِؓ علمبردار کے

ہے علیؓ ہی کے گھرانے کو یہ حاصل امتیاز
راہِ حق میں ہیں یہاں سب ایک ہی معیار کے

احمدِ مختار ہی کے دل سے بسملؔ پوچھئے
آل پر ان کی جو ہیں احساں علمبردارؓ کے

منقبت حضرت سیدہ زینبؓ

مری زباں پہ جو مدحت ہے آپکی زینبؓ — یہ ہے غلام پہ احسانِ حیدری زینبؓ

حسینؓ ان کو سمجھتے ہیں ثانیِ زہراؓ — ہے وہ نمونۂ کردارِ فاطمیؓ زینبؓ

حسینؓ ابنِ علیؓ زندگی ہیں زینبؓ کی — حسینؓ ابنِ علیؓ کی ہے زندگی زینبؓ

مصائب اور فضائل ہیں دونوں اسکا ثبوت — کہ اپنے وقت کی زہراؓ ہیں واقعی زینبؓ

بغیر تیغ رہی ہیں شریکِ کارِ حسینؓ — جہادِ صبر کی منزل ہیں آخری زینبؓ

تمہارے خطبہ کا ہر لفظ دے رہا ہے ثبوت — رواں رگوں میں ہے خونِ پیمبری زینبؓ

خدا کی راہ میں بچوں کو نذر دینے سے — تمہیں نہ روک سکا جوشِ مادری زینبؓ

نگاہِ پنجتنِ پاک چاہیئے اُسکو — ترے مقام کو سمجھے گا کیا کوئی زینبؓ

بھلائیں کیسے غلامانِ حیدری بسملؔ
تمہارے سر پہ جو چادر نہ رہ سکی زینبؓ

منقبت حضرت سیدنا علی اکبرؓ

اکبرؓ پہ نظر پڑتے ہی بول اُٹھے یہ شبیرؓ
بیٹا ہے مرا یا مرے نانا کی ہے تصویر

ہے آج یہاں سرورِ کونین کی تنویر
پُر نور ہے دولت کدۂ حضرت شبیرؓ

اللہ نے کیا چیز عطا کی تمہیں شبیرؓ
محبوب جو اُس کا ہے اُسی کی ہے یہ تصویر

تھی حسن پہ یوسفؑ کے فدا صرف زلیخا
اللہ فدا جس پہ ہے اُسکی ہے یہ تصویر

ہر شخص کی مشکل ہوئی آسان ترے گھر سے
اے جانِ علیؓ آج بنا دے مری تقدیر

ملتی ہے اُسے تیرے گھرانے کی غلامی
اللہ بناتا ہے جسے صاحبِ تقدیر

حاصل ہے مجھے لذتِ دیدارِ پیمبرؐ
ہے میرے تصور میں رُخِ یوسفِ شبیرؓ

ہر خوگرِ تسلیم و رضا اس سے ہے واقف
انسان کے بس میں نہیں انسان کی تقدیر

وہ کام کیا تو نے جواں سال مجاہد
بدلی ہے تیرے خون نے اسلام کی تقدیر

صدیوں کے گذرنے پہ بھی موجود ہے ابتک
اسلام کی رگ رگ میں تیرے خون کی تاثیر

اکبرؓ کا خیال آتے ہی بسملؔ کی زباں سے
بے قصد نکل جاتا ہے اک نعرۂ تکبیر

منقبت حضرت سیدنا امام زین العابدینؓ

صبر و استقلال کی تصویر زین العابدینؓ
پاؤں میں پہنے ہوئے زنجیر زین العابدینؓ

جانشینِ حضرتِ شبیرؓ زین العابدینؓ
وارثِ دارِ آیتِ تطہیر زین العابدینؓ

اللہ اللہ رے یہ فیضانِ حسینیؓ کا اثر
ہیں نظر میں صورتِ شبیرؓ زین العابدینؓ

باوجود اس کے کہ امت نے کیا ہے یہ سلوک
کر رہے ہیں قوم کی تعمیر زین العابدینؓ

ان سے ہے دنیا میں ساداتِ حسینیؓ کا وجود
یادگارِ حضرتِ شبیرؓ زین العابدینؓ

ان سے بڑھ کر اور دنیا میں کسی کا غم نہیں
ہیں بہترؓ غم کی اک تصویر زین العابدینؓ

سیدِ سجاد پہ خود ناز ہے مسجود کو
عابدوں کی بزم میں ہیں میر زین العابدینؓ

ہر قدم پہ آپ کے اک منزلِ تسلیم ہے
پاؤں میں ہے آپ کے زنجیر زین العابدینؓ

آپ کے دامن سے وابستہ ہے بسملؔ آپ کا
یہ بھی ہے موروثی دامن گیر زین العابدینؓ

سب کو حاصل ہے کہاں عرفانِ زین العابدینؓ ہم غلاموں ہی سے پوچھو شانِ زین العابدینؓ

یہ اگر چاہیں تو دم بھر میں پلٹ دیں کائنات کچھ نہیں خارج از امکانِ زین العابدینؓ

اس پہ ہو سکتا نہیں خورشیدِ محشر کا اثر جس پہ ہو سایہ فگن دامانِ زین العابدینؓ

کاش کام آتی برائے نذر جانِ ناتواں ہائے یہ بھی تو نہیں شایانِ زین العابدینؓ

رحمتِ حق کھینچ لیتی ہے انھیں اپنی طرف تھام لیں محشر میں جو دامانِ زین العابدینؓ

اس سے بڑھ کر اور کیا زادِ سفر اب چاہیئے لے چلا دنیا سے ہوں ارمانِ زین العابدینؓ

خوبیٔ قسمت پہ بسملؔ اپنی کیوں نازاں نہ ہو
یہ بھی ہے وابستۂ دامانِ زین العابدینؓ

منقبت حضرت سیدنا خالد ابن ولیدؓ

نہیں تھا مردِ میداں کوئی تم سا حضرتِ خالدؓ
شجاعت کا تمہاری پوچھنا کیا حضرتِ خالدؓ

اُسے کیوں کر بھلا سکتی دنیا حضرتِ خالدؓ
جو ہے اسلام پر احساں تمہارا حضرتِ خالدؓ

قدم کفار کے لڑنے سے پہلے لڑکھڑائے ہیں
تمہارا نام جب میداں میں آیا حضرتِ خالدؓ

ہزاروں کے مقابل فتح و نصرت تم نے پائی ہے
کرم اللہ کا تم پر رہا یا حضرتِ خالدؓ

ملے اسلام کو پھر آج بھی اک خالدِ ثانی
جو ہو فیضانِ روحانی تمہارا حضرتِ خالدؓ

شجاعت پر تمہیں اپنی ہو جتنا ناز بھی کم ہے
نبیؐ سے وہ لقب تم کو ملا یا حضرتِ خالدؓ

وہ فیضانِ محمدؐ ہے وہ احسانِ محمدؐ ہے
خدا نے تم کو جو رتبہ دیا یا حضرتِ خالدؓ

کبھی دشمن کی کثرت کا خیال آیا نہیں تمکو
کسی میداں سے رُخ تم نے نہ موڑا حضرتِ خالدؓ

تمہارا نام مٹ سکتا نہیں جب تک یہ دنیا ہے
بھلا سکتا نہیں تم کو زمانہ حضرتِ خالدؓ

قبول دیں سے انکے دین کو حاصل ہوئی طاقت
حقیقت میں عطیہ ہیں خدا کا حضرتِ خالدؓ

بہت آساں تھا بسملؔ مردِ غازی کی طرح مرنا
نہ تھیں ناکامیاں تم کو گوارا حضرتِ خالدؓ

منقبت حضرت سیدنا امامِ جعفر الصادقؓ

پیامِ حق جو ہے وہ ہے پیامِ جعفر الصادقؓ
صداقت کا مرقع ہے کلامِ جعفر الصادقؓ

اسی سے خود سمجھ لیجئے مقامِ جعفر الصادقؓ
کہ خود شاہوں سے بالا ہے غلامِ جعفر الصادقؓ

اثر ہے سیدِ سجادؓ کی تعلیم کا ان میں
جبھی اس درجہ اولیٰ ہے مقامِ جعفر الصادقؓ

علومِ ظاہر و باطن میں یکتائے زمانہ ہیں
نبیؐ کی آل میں ہے یہ مقامِ جعفر الصادقؓ

نگہبانِ صداقت کا جہاں پر ذکر آ جائے
زباں پر خود وہاں آ جائے نامِ جعفر الصادقؓ

یہ حصہ ہے انھیں کا فطرتاً جو ظرف والے ہیں
پچا سکتا نہیں ہر رند جامِ جعفر الصادقؓ

غریبوں کی مدد کرنا یتیموں پر کرم کرنا
یہ ہیں اوصاف اور یہ ہے مقامِ جعفر الصادقؓ

صداقت کے لئے مرنا بہت آسان ہے اسکو
جو ہوتا ہے حقیقت میں غلامِ جعفر الصادقؓ

حسنؓ کی طرح ان کو بھی دیا ہے زہر دنیا نے
شہادت میں وہیں پر ہے مقامِ جعفر الصادقؓ

جو واقف ہیں حقیقت میں محمدؐ کے گھرانے سے
وہی پہچان سکتے ہیں مقامِ جعفر الصادقؓ

رہی ہے اس قدر احکامِ قرآں پر نظر بسمل
کہ ہے تفسیرِ قرآں ہر پیامِ جعفر الصادقؓ

تم اس گھر میں ہوئے پیدا امامِ جعفرِ صادقؓ / جو مرکز ہے صداقت کا امامِ جعفرِ صادقؓ

کوئی صادق نہیں تم سا امامِ جعفرِ صادقؓ / تم اس منزل میں ہو تنہا امامِ جعفرِ صادقؓ

زمانہ آئے پھر ایسا امامِ جعفرِ صادقؓ / نشاں مٹ جائے باطل کا امامِ جعفرِ صادقؓ

حفاظت کی ہے تم نے دولتِ حق و صداقت کی / محمدﷺ کا ہے یہ ورثہ امامِ جعفرِ صادقؓ

ہے اس کا ہر قدم اک مستقل منزل صداقت کی / ملے رہبر جسے تم سا امامِ جعفرِ صادقؓ

نبیﷺ اسکے علیؓ اسکے حسنؓ اسکے حسینؓ اسکے / وسیلہ آپ ہوں جس کا امامِ جعفرِ صادقؓ

قیامت تک صداقت کا جہاں بھی تذکرہ ہوگا / تمہارا نام آئے گا امامِ جعفرِ صادقؓ

جسے سرچشمۂ فیضِ نبیﷺ و مرتضیٰؓ کہئے / اسی منبع کے تم دریا امامِ جعفرِ صادقؓ

زمانہ کہہ اٹھے اپنوں کی تم یوں لاج رکھتے ہو / کرم ہو جائے کچھ ایسا امامِ جعفرِ صادقؓ

تمہاری یاد میں جینا تمہاری یاد میں مرنا / یہی ہے زیست کا منشاء امامِ جعفرِ صادقؓ

کرے کیا آپ کی مدحت بھلا یہ بسملؔ عاجز
بڑی بات اور منہ چھوٹا امامِ جعفرِ صادقؓ

منقبت حضرت سیدنا امام رضاؓ

نہیں ہے کوئی سہارا مرا امام رضاؓ
ہیں آپ میرے میں ہوں آپ کا امام رضاؓ

اُسے کسی سے ہے کیا واسطہ امام رضاؓ
جو چاہتا ہو تمہاری رضا امام رضاؓ

علیؓ بھی اسکے ہیں اور مصطفیٰؐ بھی اُسکے ہیں
جو صدقِ دل سے ہوا آپ کا امام رضاؓ

ہر ایک آج یہی آس لے کے آیا ہے
عطا کریں گے طلب سے سوا امام رضاؓ

رہے نہ خوفِ تلاطم نہ خواہشِ ساحل
رہیں جو آپ مرے ناخدا امام رضاؓ

صدا یہ آئی کہ ہم بے خبر نہیں تجھ سے
لرز کے میں نے پکارا جو یا امام رضاؓ

نگاہِ لطف کی اب خادموں کو حاجت ہے
یہی ہے وقت کا اب اقتضاء امام رضاؓ

جدھر میں دیکھوں اُدھر آپ ہی نظر آئیں
نظر ہو مجھ کو اب ایسی عطا امام رضاؓ

امیدوارِ کرم آستاں پہ حاضر ہے
سُنیں گے اب بھی نہ فریاد کیا امام رضاؓ

ندا یہ غیب سے آنے لگی ہے اے اکملؔ
کہ سُن رہے ہیں تری التجا امام رضاؓ

منقبت حضرت سیدنا امامِ اعظمؓ

مدینۃ العلم کا ہیں فیضان امامِ اعظم ابو حنیفہؓ
ہیں سارے احناف کی رگِ جاں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

تمہارے تن میں ہے روحِ قرآں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ
تمہیں نے پھیلایا نورِ عرفاں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

اساتذہ آپ کے ہیں سارے صحابہ و اہلِ بیتِ اکرم
تلامذہ ہیں امامِ دوراں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

ہیں دین کے پہلے وہ مقنن کہ جن سے دینِ نبیؐ ہے محکم
فقیہ اعظم دقیع دوراں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

کیا ہے خونِ جگر سے تم نے نبیؐ کے مذہب کی آبیاری
نبیؐ کا شاداب ہے گلستاں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

قدم قدم پر نبیؐ کی سنت انھیں کے دم سے ہوئی ہے زندہ
ہوئے بہت کم ہیں تم سے انساں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

حضور والا نے دی بشارت تمہارے آنے کی تم سے پہلے
ملا ہے حیدرؓ سے تم کو فیضاں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

انھیں کی ہے شرق میں تجلی انھیں کا ہے غرب میں اجالا
ہیں بدرِ کامل ہیں مہرِ تاباں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

تونگر ایسے زمانہ بھر میں کوئی بھی ان سا نہیں تونگر
فقیر ایسے کہ حق کے مہماں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

تمہاری حق آگہی مثالی تمہارے فہم و ذکا نرالے
زمانہ خود آج تک ہے حیراں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

ہے نام لیوا تمہارا اسجمل نگاہِ لطف و کرم ہو اس پر
تمہارا تھاما ہوا ہے داماں امامِ اعظم ابو حنیفہؓ

عمرؓ کا عکس ہے سیرتِ امامِ اعظمؓ کی
بہت اٹل ہے شریعت امامِ اعظمؓ کی

امام اور ہیں سب یہ امامِ اعظمؓ ہیں
ہے دین میں یہ فضیلت امامِ اعظمؓ کی

امامِ جعفرِ صادقؓ سے جو تلمذ ہے
نبیؐ سے دُہری ہے نسبت امامِ اعظمؓ کی

پڑی نگاہ جو کعبہ پہ وہ دعا کی ہے
عیاں ہے اس سے فراست امامِ اعظمؓ کی

یہ خود خلیفہ نے محسوس کر لیا آخر
کہ ہے دلوں پہ حکومت امامِ اعظمؓ کی

عصا نبیؐ کا جو دیکھا ہے دستِ صادقؓ میں
تڑپ اُٹھی ہے عقیدت امامِ اعظمؓ کی

دکھائی دیتے ہیں اکثر لباس میں پیوند
یہ کس سے مل گئی سیرت امامِ اعظمؓ کی

امام ایک ہیں لاکھوں ہیں ماننے والے
عجب ہے وحدت و کثرت امامِ اعظمؓ کی

بطورِ خاص "عتقی" جو لکھتے ہیں بسملؔ
ہے جزوِ نام یہ نسبت امامِ اعظمؓ کی

منقبت حضرت سیدنا غوثِ اعظم دستگیرؒ

اُس کو ہر منزلِ عرفاں کا پتہ ملتا ہے
جس کو بھی غوثؒ کا نقشِ کفِ پا ملتا ہے

اُن کی نسبت سے خدا کا بھی پتہ ملتا ہے
غوثؒ کے چاہنے والوں کو خدا ملتا ہے

ناامیدی میں کبھی جس نے صدا دی اُن کو
وہ بتا سکتا ہے اُس وقت پہ کیا ملتا ہے

ہیں یہ بے شبہ سخی ابنِ سخی ابنِ سخی
جس کی جتنی ہو طلب اُس سے سوا ملتا ہے

دہر میں قبر میں اور روزِ جزاء محشر میں
غوثؒ اعظم کی محبت کا صلہ ملتا ہے

آستانِ شہِ بغداد جسے مل جائے
اسکو فوراً درِ لولاک لمّا ملتا ہے

اُن کے بسملؔ کا پتہ پوچھنے والو سُن لو
وہ درِ غوثؒ پہ ہر وقت پڑا ملتا ہے

وہ بامراد نہیں ہے وہ کامیاب نہیں
کہ جسکو غوثؓ سے ربط اور انتساب نہیں

جمالِ مصطفوی کی جھلک نظر آئی
جمالِ غوثؓ تیری شان کا جواب نہیں

مکمل آپ کا عرفان ہو سکے کیوں کر
مکمل آپ کا جلوہ ہی بے نقاب نہیں

رہا ہوں آپ کا دیوانہ تادمِ آخر
مجھے یقین ہے مٹی مری خراب نہیں

ولائے غوثؓ جو ہر سانس پر اضافہ ہے
یہ جانتا ہوں کہ اس شئے پہ احتساب نہیں

وہ اولیاء ہوں کہ اقطاب ہوں کہ مجھ جیسے
ہے کون آپ کے در سے جو فیض یاب نہیں

تڑپ نہ اے دلِ بسمل ہیں غوثؓ بالیں پر
سکوں کا وقت ہے یہ وقتِ اضطراب نہیں

در سے غوثِ اعظم کے کیا بتاؤں کیا پایا
درد کی دوا پائی دردِ لا دوا پایا

اُن کے در کی چوکھٹ کو منبعِ عطا پایا
آستانِ اقدس کو کعبۂ صفا پایا

آئے گھر میں سارق تو بن کے وہ ولی نکلے
حوصلہ بہت کم تھا مال بے بہا پایا

اُن کی دستگیری کا یہ بھی اک کرشمہ ہے
ہر جگہ وہی آئے اُن کو ہر جگہ پایا

دل سے اولیاء نے بھی اُنکی برتری مانی
سب نے غوثِ اعظم کو کعبۂ صفا پایا

یہ مقام ہے اُن کا اور یہ بلندی ہے
اولیاء کی گردن کو اُن کے زیرِ پا پایا

اُن کے نام پر جینا اُن کے نام پر مرنا
اس طرح سے جینے میں زیست کا مزا پایا

اسکے لطف کے محتاج ہیں وہ جن کے سر پر تاج
جو نہ پا سکا کوئی آپ کا گدا پایا

پیر ہر نفس پر ہیں ذاتِ حق میں مستغرق
ہم نے عبدِ قادر کو حق سے کب جُدا پایا

بختیارؔ اُن کے ہیں شہ چراغ اُن کے ہیں
ہم نے کیسے کیسوں کو اُن کا مبتلا پایا

ہو گیا وہیں بسمل کر لیا وہیں سجدہ
جس جگہ مرے دل نے اُن کا نقشِ پا پایا

خدا ہے غوثِ اعظم کا خدائی غوثِ اعظم کی
زمیں سے آسماں تک ہے رسائی غوثِ اعظم کی

ہے جب تک جان تن میں اور تن میں قلب ہے جاری
بہت دشوار منزل ہے جدائی غوثِ اعظم کی

اُنھیں کے در پہ شاہانِ زمانہ سر جُھکاتے ہیں
جنھیں قسمت سے ملتی ہے گدائی غوثِ اعظم کی

یہ ہیں معشوقِ ربانی یہ ہیں محبوبِ سبحانی
کہ دنیائے ولایت ہے فدائی غوثِ اعظم کی

محی الدین سے احیائے دینِ حق ہوا آخر
جہاں میں جب ہوئی جلوہ نمائی غوثِ اعظم کی

دمِ مشکل ہوا ہے زندگی بھر تجربہ اس کا
ہر آڑے وقت نسبت کام آئی غوثِ اعظم کی

سبھی اس وارثِ مشکل کشا سے آس رکھتے ہیں
سبھی کے حق میں ہے مشکل کشائی غوثِ اعظم کی

جمالِ مصطفیٰ و مرتضیٰ یک جا نظر آیا
تصور نے عجب صورت دکھائی غوثِ اعظم کی

سماتا ہی نہیں ہے دوسرا اب خانۂ دل میں
محبت اس قدر کچھ دل پہ چھائی غوثِ اعظم کی

چلا جب جانبِ بغداد اُن کی آرزو لیکر
خضر نے راہ خود مجھ کو دکھائی غوثِ اعظم کی

ازل میں نعمتیں تقسیم جب ہونے لگیں بسملؔ
تڑپ بن کر محبت دل میں آئی غوثِ اعظم کی

چارہ سازِ بیکساں پیرانِ پیرؒ
دستگیرِ دو جہاں پیرانِ پیرؒ

آپ کی نسبت سے ہے نام و نمود
ورنہ ہم ہیں بے نشاں پیرانِ پیرؒ

ہے غمِ دنیا نہ فکرِ آخرت
آپ ہیں جب درمیاں پیرانِ پیرؒ

عظمتیں دی ہیں خدا نے آپ کو
آپ کے شایانِ شاں پیرانِ پیرؒ

رائیگاں ہرگز نہ جائیں گی کبھی
میری سب یہ عرضیاں پیرانِ پیرؒ

عاشقوں کا کعبۂ مقصود ہے
آپ کا بھی آستاں پیرانِ پیرؒ

المدد اے وارثِ حالِ رسولؐ
جل رہا ہے آشیاں پیرانِ پیرؒ

ہے سراپا آرزو کی ترجماں
میری آنکھوں کی زباں پیرانِ پیرؒ

گردنیں سب نے جھکا دیں اسلیئے
تم ہو صدرِ عارفاں پیرانِ پیرؒ

اچھے اچھوں نے کہا ہے آپ کو
بادشاہِ خسرواں پیرانِ پیرؒ

خاکِ پا کے بھی برابر جب نہیں
ہے کہاں بسمل کہاں پیرانِ پیرؒ

جچتے نہیں نظروں میں یہ شمس و قمر اپنی
ہے غوث کے جلووں پہ جس دن سے نظر اپنی

عزت ہے یہاں حاصل جنت ہے وہاں حاصل
محکم شہِ جیلاں سے نسبت ہے اگر اپنی

دراصل مشیت کا خود رُخ بھی اُدھر ہوگا
رکھیں گے شہِ جیلاں جس سمت نظر اپنی

ایوانوں کو شاہوں کے مڑ کے بھی نہ دیکھیں گے
ہو جائے اگر اُن کی چوکھٹ پہ بسر اپنی

وہ سامنے ہوں شب بھر ہم ہوتے رہیں صدقے
اس رنگ میں ہو جائے اے کاش سحر اپنی

ہے اس کی بقاء اُن کی اک چشم عنایت پر
ہو ورنہ یہ ہستی بھی خود زیر و زبر اپنی

اس دورِ فتن میں بھی فیضان ہے نسبت کا
حالات سے گھبرا کر بدلی نہ ڈگر اپنی

مائل بہ کرم تجھ پہ سلطان ہے پیروں کا
بسملؔ درِ مقصد سے اب جھولی کو بھر اپنی

مرتضیٰ و مصطفیٰ کے فیض کا حامل ہیں غوثؒ
اولیاء کے واسطے عرفان کی منزل ہیں غوثؒ

قبلۂ اہلِ صفا ہیں دستگیرِ ہر مقام
معرفت کی محفلوں میں صاحبِ محفل ہیں غوثؒ

رہزنوں سے کاروانِ قادریت بے نیاز
خود ہی جادہ خود ہی رہبر اور خود منزل ہیں غوثؒ

"یا قطب یا غوثِ اعظم یا ولی روشن ضمیر"
اللہ اللہ کس شرف کس شان کے حامل ہیں غوثؒ

"بندہ ام درماندہ ام جز تو نہ دارم دستگیر"
دستگیری کے لیئے ہر حال میں مائل ہیں غوثؒ

"بردرِ درگاہ والا سائلم اے آفتاب"
کیسے کیسے لوگ در پہ آپ کے سائل ہیں غوثؒ

"خاطرِ ناشاد را کن شاد یا پیرانِ پیرؒ"
کس قدر قطبِ دکنؒ کی آرزوئے دل ہیں غوثؒ

ہر طرح کی شورشِ طوفاں سے یہ بے فکر ہیں
نام لیواؤں کے حق میں مستقل ساحل ہیں غوثؒ

سر پہ اپنے آپ تاجِ غوثیت پہنے ہوئے
اولیاء کی انجمن میں دید کے قابل ہیں غوثؒ

"یا محی الدین ترحمنا بلطفٍ واسع"
دل سے خود آواز یہ آئی دلِ بسمل ہیں غوثؒ

رہبرِ راہِ ہدیٰ ہیں غوثِ پاکؒ — جادۂ ملکِ بقاء ہیں غوثِ پاکؒ

مرکزِ مہر و عطاء ہیں غوثِ پاکؒ — منبعِ جود و سخا ہیں غوثِ پاکؒ

بے کسوں کا آسرا ہیں غوثِ پاکؒ — جانشینِ مصطفیٰ ہیں غوثِ پاکؒ

سرورِ کُل انبیاء ہیں مصطفیٰ — سیدِ کُل اولیاء ہیں غوثِ پاکؒ

مصطفیٰ ہیں مظہرِ ذات و صفات — مصطفیٰ سے کب جُدا ہیں غوثِ پاکؒ

لاتخف ان کا جو ہے اعلانِ عام — وارثِ مشکل کُشا ہیں غوثِ پاکؒ

اولیاء کا کعبۂ مقصود ہیں — قبلہ گاہِ اصفیاء ہیں غوثِ پاکؒ

محی الدیں اللہ نے بخشا لقب — مصطفیٰ کا معجزہ ہیں غوثِ پاکؒ

پنجتنؑ جس میں دکھائی دیتے ہیں — ایک ایسا آئینہ ہیں غوثِ پاکؒ

چونکہ ہیں یہ وارثِ حالِ رسولؐ — اس لیئے باطن کُشا ہیں غوثِ پاکؒ

جان و دل بسملؔ مرے اُن پر فدا
کیوں کہ جزوِ مصطفیٰ ہیں غوثِ پاکؒ

اولیاء اللہ کو بھی ہے سہارا غوثؒ کا
مرتبہ حق نے کیا اعلیٰ سے اعلیٰ غوثؒ کا

جان و دل پر ہے مرے واللہ قبضہ غوثؒ کا
مجھ کو میرے رب نے دیوانہ بنایا غوثؒ کا

نورِ حق نورِ نبیؐ نورِ علیؓ نورِ بتولؓ
کتنے جلوؤں کا ہے مظہر ایک جلوہ غوثؒ کا

آگئے ہیں ہو بہو وارث میں مورث کے نقوش
عکسِ انوارِ نبیؐ ہے روئے زیبا غوثؒ کا

نعرۂ "یا غوثؒ" سے آسان ہر مشکل ہوئی
مشکل آتے ہی زباں پر نام آیا غوثؒ کا

دوش پر تھے غوثؒ کے نقشِ قدم سرکار کے
اسلئے دوشِ ولایت پر قدم تھا غوثؒ کا

دو جہاں میں سرخروئی اس کو حاصل ہو گئی
ہاتھ میں دامن ہو جسکے سر پہ سایہ غوثؒ کا

دل سے میں نے جب بھی پوچھا کس کا دیوانہ ہے تو
دل سے یہ آواز آئی میں ہوں شیدا غوثؒ کا

یوسفِ حسنِ ولایت مظہرِ ربِّ قدیر
مظہرِ انوارِ حق ہے روئے زیبا غوثؒ کا

ہر تڑپ پر اسکو ملتا ہے یہاں اک کیفِ نو
ہے پسند اس واسطے بسملؔ کو کوچہ غوثؒ کا

جزوِ انوارِ نبیؐ غوث الوریٰ	مظہرِ ذاتِ علیؓ غوث الوریٰ
فہم انسانی میں آسکتا نہیں	آپ کا رتبہ کبھی غوث الوریٰ
ہاتھ آیا جب سے دامن آپ کا	زندگی ہے زندگی غوث الوریٰ
آپ کا ہوں آپ کا ہوں آپ کا	لاج رکھ لیجیے میری غوث الوریٰ
ہو گئے ہیں جلوہ فرما آپ میں	خود حسنؓ ابنِ علیؓ غوث الوریٰ
الغیاث اے دستگیرِ بے کساں	المدد یا سیدی غوث الوریٰ
ہے شہ بتسم فضلتی پیشِ نظر	دور کیجے تشنگی غوث الوریٰ
حکم ہو تو نذر کر دوں جان و دل	آپ کی جیسی خوشی غوث الوریٰ
آپ آنکھوں میں سما جائیں مری	آرزو ہے بس یہی غوث الوریٰ
آپ کا ہو کر پھروں میں دربدر	ہو نہیں سکتا کبھی غوث الوریٰ

ہے نصیرالدین بسمل دردِ شتا
بو العلائی قادری غوث الوریٰ

سفینہ غوثِ اعظمؒ ہیں کنارا غوثِ اعظمؒ ہیں / رواں فیضان ہے جس سے وہ دریا غوثِ اعظمؒ ہیں

ولایت کی انگوٹھی کا نگینہ غوثِ اعظمؒ ہیں / طریقت کے گھرانوں کا اُجالا غوثِ اعظمؒ ہیں

کرم کیجے بحقِ مرتضیٰؓ اب لاج رکھ لیجے / کہ ہم تو بس تمہارے نام لیوا غوثِ اعظمؒ ہیں

اُسی رحمت کے سایہ میں نہ کیوں ہونگے غلام اُنکے / رسول اللہ کے جب زیرِ سایہ غوثِ اعظمؒ ہیں

مریدی لاتخف ارشادِ حق فرمانِ واثق ہے / ہماری دستگیری کو ہمیشہ غوثِ اعظمؒ ہیں

نظر والوں نے دیکھا ہے جمالِ پنجتنؑ ان میں / الٰہی کتنے جلوؤں کا خلاصہ غوثِ اعظمؒ ہیں

تہی دست و تہی داماں اگر میں ہوں تو کیا غم ہے / یہی کافی ہے مجھکو میرے آقا غوثِ اعظمؒ ہیں

خدا جانے ہیں کتنے بے وسیلوں کا وسیلہ وہ / ہزاروں بے سہاروں کا سہارا غوثِ اعظمؒ ہیں

کیا ہے اولیاء اللہ نے خود اعتراف اس کا / مقامِ قرب میں بالا سے بالا غوثِ اعظمؒ ہیں

نبیؐ کی مدح کا کیف آرہا ہے انکی مدحت میں / کہ اپنے جدِّ اطہر کا سراپا غوثِ اعظمؒ ہیں

صدا دیتے ہی یہ امداد کو آجاتے ہیں بسملؔ
تعالیٰ اللہ اسمِ بامسمّیٰ غوثِ اعظمؒ ہیں

یا نبیؐ ہے آپ کا جلوہ نظارا غوثؒ کا
ایک ہی ہے خون یا حیدرؓ تمہارا غوثؒ کا

آ گئے امداد کو اور مشکلیں حل ہو گئیں
نام نامی جب مرے دل نے پکارا غوثؒ کا

سید الکونین حسنینؓ و علیؓ و فاطمہؓ
اتنے جلووں کا خلاصہ ہے نظارا غوثؒ کا

وارثِ قالِ علیؓ و وارثِ حالِ رسولؐ
ہر عمل غوث الوریٰ کا ہر اشارا غوثؒ کا

جگمگائے گا ولایت کے فلک پر تا ابد
فیض پہونچاتا ہوا روشن ستارا غوثؒ کا

قرب دائم چاہتے ہیں خادمانِ غوثؒ سب
ہجر کر سکتا نہیں کوئی گوارا غوثؒ کا

نام لیتے ہی زبان و نطق لیتے ہیں مزے
اللہ اللہ کس قدر ہے نام پیارا غوثؒ کا

جان تو روزِ ازل سے اُن پہ قرباں ہو گئی
اور ازل ہی سے فدا ہے دل ہمارا غوثؒ کا

قلزمِ شرعِ متیں میں معرفت کی بحر میں
ڈوبنے والے کو ملتا ہے کنارا غوثؒ کا

جس کی اُنگلی سے ہوا شق القمر کا معجزہ
ہے اُسی انگشت سے مربوط اشارا غوثؒ کا

سُرخرو ہوں سُرخرو ہر طرح بسملؔ اسلیئے
مِل رہا ہے رات دن مجھکو اُتارا غوثؒ کا

ہر فعل ہے امرِ حق گویا شہِ جیلاںؒ کا
اللہ کی مرضی ہے منشاء شہِ جیلاںؒ کا

بٹتا ہے غلاموں میں صدقہ شہِ جیلاںؒ کا
جاری ہے کرم پیہم ایسا شہِ جیلاںؒ کا

جلوہ ہے محمدؐ کا جلوہ شہِ جیلاں کا
بے سایہ کا سایہ ہے سایہ شہِ جیلاںؒ کا

سرکارِ مدینہ کے انوار کو دیکھا ہے
وہ جس نے بھی دیکھا ہے جلوہ شہِ جیلاںؒ کا

ہر درد ہر آفت میں تکلیف و مصیبت میں
تکتی ہیں مری آنکھیں رستہ شہِ جیلاںؒ کا

یوں تو بہت آئے ہیں اللہ کے ولی لیکن
پایا نہ کسی نے بھی پایہ شہِ جیلاںؒ کا

دیدار کرے اُن کا یہ حوصلہ کس کا ہے
سو پردوں میں پنہاں ہے جلوہ شہِ جیلاںؒ کا

جائے گا نہ یہ ہرگز تا حشر مرے سر سے
ہے سر میں مرے سودا ایسا شہِ جیلاںؒ کا

چشتی ہو سہروردی یا شاذلی صحرائی
ہر اک نظر آیا شیدا شہِ جیلاںؒ کا

آتے ہیں یہاں سب ہی تشریفِ زیارت کو
محبوبِ خلائق ہے روضہ شہِ جیلاںؒ کا

قدموں میں تجھے بسملؔ ہونے کی اجازت ہے
ہے ربط ہی کچھ ایسا میرا شہِ جیلاںؒ کا

ہو تم مقبلِ مقبلاں غوثِ اعظم
ہو تم کعبۂ عاشقاں غوثِ اعظم

مجھے فکر کیا ہو گی دونوں جہاں میں
یہاں غوثِ اعظم وہاں غوثِ اعظم

نہیں فرق خواجہ میں اور غوث میں کچھ
ہو تم خواجۂ خواجگاں غوثِ اعظم

میری بگڑی بن جائے گی دو جہاں میں
اگر آپ فرمائیں ہاں غوثِ اعظم

کرم ہے یہ ان کا سمجھتے ہیں اپنا
کہاں مجھ سا عاصی کہاں غوثِ اعظم

سلیماں ولایت کے اور غوثیت کے
ہو تم خسروِ خسرواں غوثِ اعظم

سبھی بے کسوں خستہ حالوں کے حق میں
ہے بغداد دار الاماں غوثِ اعظم

جو خاکِ قدم تیری بن جائے آقا
وہ مٹی کہاں رائیگاں غوثِ اعظم

نہ پہونچے ترے رتبۂ عالیہ تک
ہیں عاجز قیاس و گماں غوثِ اعظم

وجود و عدم کے منازل سے آگے
قدم کے ہو تم ترجماں غوثِ اعظم

ہے صبح و مسا تیرے سنبھلؔ کے لب پہ
ترا نام ہی حرزِ جاں غوثِ اعظم

ارفع ہے سب سے قدرِ اعلائے غوثِ اعظم   کاندھے پہ ہر ولی کے ہے پائے غوثِ اعظم

ہر دم ہے کیف میں وہ شیدائے غوثِ اعظم   قدرت پلائے جس کو صہبائے غوثِ اعظم

خود آپ ہی بتاؤ بغداد والے آقا   یہ کس کا حوصلہ ہے کہلائے غوثِ اعظم

حُبِّ نبی کا زینہ ہے غوث کی محبت   اعدائے مصطفیٰ ہیں اعدائے غوثِ اعظم

باطن کشا ہیں میرے مشکل کشا ہیں میرے   ہر درد کی دوا ہے اسمائے غوثِ اعظم

عرفانیت کے طالب سیراب ہو رہے ہیں   فیضان کا ہے جاری دریائے غوثِ اعظم

آقا اسی لیے ہیں ہم سب کے شاہِ جیلاں   آقائے دو جہاں ہیں آقائے غوثِ اعظم

منشائے ربِّ اکبر منشائے مصطفیٰ ہے   منشائے مصطفیٰ ہے منشائے غوثِ اعظم

جلوے حضور ہی کے ہر دم رہیں نظر میں   ہو آپ کا کرم یوں آقائے غوثِ اعظم

سیرت نبی کی لے کر صورت علی کی لے کر   وہ آئے غوثِ اعظم وہ آئے غوثِ اعظم

محبوبیت خدا نے دی ہے انھیں کچھ ایسی
ہیں تجھ سے لاکھ بسملؔ شیدائے غوثِ اعظم

اللہ رے رتبہ غوث الوریٰ کا
سبحان ہے شیدا غوث الوریٰ کا

آنکھوں میں جلوہ غوث الوریٰ کا
ہے دل میں چہرا غوث الوریٰ کا

اک آئینہ ہے نورِ قِدم کا
روئے مصفّا غوث الوریٰ کا

تطہیر بخشی قرآں نے جس کو
ہے وہ گھرانا غوث الوریٰ کا

دامن میں اپنے کیوں نہ چھپالیں
ہے کملی والا غوث الوریٰ کا

غوث الوریٰ کی ہے دین دیسی
ہے نام جیسا غوث الوریٰ کا

ہیں اس لئے تو وہ عبدِ قادر
قادر ہے مولا غوث الوریٰ کا

اک بار ہی روئے زیبا دکھادے
بارِ خدایا غوث الوریٰ کا

بغداد سے آکے اہلِ ولا میں
بٹتا ہے صدقہ غوث الوریٰ کا

گھر گھر ہے شہرہ سارے جہاں میں
الحمد للہ غوث الوریٰ کا

ہاتھوں میں اُن کا دامن ہے سہیلؔ
سر پر ہے سایہ غوث الوریٰ کا

اس مصدر و مشتق میں کچھ ربط ہی ایسا ہے
سرکار کا عاشق ہے جو غوث کا شیدا ہے

یا پیر بہر صورت ایقان یہ میرا ہے
اک چشم کرم تیری ہر غم کا مداوا ہے

دیدار کی لڑیوں کو آپس میں ملاتے ہیں
ہم دیکھتے ہیں اس کو جس نے تمہیں دیکھا ہے

وہ پشت پناہی پر ہیں اپنے غلاموں کی
رسوا ہے غلام ان کا تم نے کہیں دیکھا ہے

کیا خوب گزرتی ہے پروردۂ نسبت کی
دن رات تصور میں محبوب کا چہرا ہے

وابستۂ داماں ہوں ہے پاس مرے جو کچھ
اے ابن ابوالقاسم یہ آپ کا صدقہ ہے

حد سے بھی زیادہ وہ فیاض ہیں دینے میں
فیضانِ شہِ جیلاں مشہورِ زمانہ ہے

ملجا ہے سخاوت کا ماوی ہے عطاؤں کا
گھر تیرا حقیقت میں گھر داد و دہش کا ہے

جس طرح ترے دادا سردار ہیں نبیوں کے
اس طرح سے تو خود بھی کل ولیوں کا آقا ہے

کونین کی ہر دولت ملتی ہے ترے در سے
میں تیرا ہوں تو میرا اب مجھ کو کمی کیا ہے

بغداد کا خواجہ تو دل میں ہے مرے بسمل
یہ لوگوں کا کہنا ہے بغداد میں رہتا ہے

جب ہی تو ہے اُن کا لقب غوثِ اعظم ازل سے ہیں مقبولِ ربّ غوثِ اعظم
سراپائے اُمّی لقب غوثِ اعظم تجلّیٔ شاہِ عرب غوثِ اعظم
جگر پارۂ فاطمہؓ و علیؓ ہیں جدا ہیں محمدؐ سے کب غوثِ اعظم
ازل سے بنے ہیں عمادِ ولایت سمجھ کر مشیّت کا ڈھب غوثِ اعظم
مری جان و مال اور اسباب ہستی فدا تم پہ کر دوں میں سب غوثِ اعظم
اُسے مل گیا آپ کا دردِ الفت کہ جن پر ہوا فضلِ ربّ غوثِ اعظم
اغثنی اغثنی اغثنی اغثنی تمہیں سے ہے میری طلب غوثِ اعظم
سدا مانگنے ہی سے پہلے ہے مجھ پہ تمہاری عطا بے طلب غوثِ اعظم
غلامی تمہاری ہے ورثہ ہمارا یہی ہے ہمارا نسب غوثِ اعظم
یہ عالم ہے اب نسبتِ بے خودی کا تصور میں ہیں روز و شب غوثِ اعظم

یہ ہے نازِ نسبت تمہارا ہوں بسملؔ
کروں کیا کسی سے طلب غوثِ اعظم

مری رگ رگ میں فیضانِ ولائے غوثِ اعظم ہے
یہ میری منقبت گوئی عطائے غوثِ اعظم ہے

مریدی "لاتخف" کی جو صدائے غوثِ اعظم ہے
پسِ پردہ یہ شاید خود خدائے غوثِ اعظم ہے

نظر کہیے اُسے جو آشنائے غوثِ اعظم ہے
وہی دل ہے جو دل دولت سرائے غوثِ اعظم ہے

خم ابرو کی گردش سے مٹا دیں گردشِ دوراں
یہ صرف اپنے مریدوں کو عطائے غوثِ اعظم ہے

عُلٰی راسی علی عینی" سے آخر ہو گیا ظاہر
کہ گردن اولیاء کی زیرِ پائے غوثِ اعظم ہے

شریعت میں طریقت میں ولایت میں کرامت میں
کوئی ایسا نہیں ہے جو بجائے غوثِ اعظم ہے

زبان اللہ نے دی ہے ازل سے اُنکی مدحت کو
ازل سے زندگی وقفِ ثنائے غوثِ اعظم ہے

وہی ہے اولیاء کے ارتقاء کی آخری منزل
جہاں سے ابتدائے ارتقائے غوثِ اعظم ہے

کہیں جن کا ٹھکانہ ہی نہیں ہے سارے عالم میں
سہارا اُن کا اک دولت سرائے غوثِ اعظم ہے

"انا فی حضرۃ التقریب وحدی" سے سمجھ لیجیے
خدا خود سب سے بڑھ کر آشنائے غوثِ اعظم ہے

ازل سے اس قدر غوث الورٰی جزوِ مشیت ہیں
خدا خود جیسے **بسمل** آشنائے غوثِ اعظم ہے

پرتوِ حُسنِ محمدؐ ہے رُخِ تابانِ غوثؓ
مظہرِ شانِ جلالِ حیدریؓ ہے شانِ غوثؓ

بادشاہوں سے سوا رتبہ میں ہیں دربانِ غوثؓ
سوچئے کیا ہوگی شان و رفعتِ ایوانِ غوثؓ

منزلِ عرفانِ حق آسان اُن پر ہوگئی
مل گئی قسمت سے جن کو دولتِ عرفانِ غوثؓ

جس کو جو کچھ بھی ملا اُن کے وسیلہ سے ملا
کون ہے وہ جو نہیں منت کشِ احسانِ غوثؓ

یہ وہ منزل ہے جہاں بے بس ہے انسانی شعور
فہمِ انساں کی حدوں سے ماوریٰ ہے شانِ غوثؓ

سرمۂ خاکِ مدینہ جب تک آنکھوں میں نہ ہو
کیسے آئیگا نظر دروازۂ ایوانِ غوثؓ

غوثؓ چاہیں تو جہاں سے ظلمتیں ہوجائیں دور
کون سی شئے ہے نہیں جو داخلِ امکانِ غوثؓ

اولیاء سے بڑھ کے ہم کیا اُن کی مدحت کرسکیں
صرف اُن ہی کی زباں ہے اصل میں شایانِ غوثؓ

کتنی مدت سے یہ بسملؔ طالبِ دیدار ہے
اک جھلک کی آرزو ہے اے رُخِ تابانِ غوثؓ

کٹھن تھی معرفت کی رہ گزر یا غوثِ صمدانی
کیا تم نے اُسے آسان تر یا غوثِ صمدانی

عطا کرنے تمیزِ خیر و شر یا غوثِ صمدانی
ضرورت ہے کہ تم ہوں جلوہ گر یا غوثِ صمدانی

متاعِ زیست تم کو جان کر یا غوثِ صمدانی
غمِ ہستی سے میں ہوں بے خبر یا غوثِ صمدانی

تمہاری اک نگاہِ لطف نے بخشی ہے یہ منزل
زمانے بھر کی مجھ پہ ہے نظر یا غوثِ صمدانی

حدِ ادراک سے باہر نکل جاتے ہیں دیوانے
تمہارا پاک دامن تھام کر یا غوثِ صمدانی

شعورِ دید ہوتا ہے جہاں حیرت کی منزل میں
ہو تم وہ پرتوِ خیر البشر یا غوثِ صمدانی

اب اس سے بڑھ کے کیا ہوگی غلاموں کی گراں قیمت
بکے ہیں یہ تمہارے ہاتھ پر یا غوثِ صمدانی

اسی سے اسمِ اعظم کا لیا ہے کام مشکل میں
تمہارے نام کا ہے یہ اثر یا غوثِ صمدانی

متاعِ دو جہاں ہو جائے قدموں پر اگر قرباں
نہیں ہے یہ بھی شایاں مگر یا غوثِ صمدانی

پھرایا تھا تمہارے پاؤں پر میں اپنے ہاتھوں کو
مری مٹھی میں ہیں شمس و قمر یا غوثِ صمدانی

تمہاری یاد میں جینا تمہارے نام پہ مرنا
یہی آتا ہے بسمل کو ہنر یا غوثِ صمدانی

ازل سے تمہاری قسم غوثِ اعظم
ابد تک تمہارے ہیں ہم غوثِ اعظم

جو ہے یاد میں چشم نم غوثِ اعظم
ہے یہ بھی تمہارا کرم غوثِ اعظم

تمہاری محبت کے غم سے زیادہ
نہیں معتبر کوئی غم غوثِ اعظم

مریضِ محبت کو اکسیر ہے وہ
جو مل جائے خاکِ قدم غوثِ اعظم

تمہاری عطا پر بھروسہ ہے اتنا
نہیں ہے غمِ بیش و کم غوثِ اعظم

تمہارے سوا ہو نہ آنکھوں میں کوئی
جب آجائے آنکھوں میں دم غوثِ اعظم

تمہارا جو عرفاں ہوا تو یہ سمجھا
کہ وحدت میں کثرت ہے ضم غوثِ اعظم

جو کاسہ گدائی کا در سے ملا ہے
مرے حق میں ہے جامِ جم غوثِ اعظم

رہا میرا دامن ہی کوتاہ ورنہ
کئے تم نے بےحد کرم غوثِ اعظم

تمہیں ہو وہاں جانشینِ محمد ﷺ
عرب ہو وہ یا ہو عجم غوثِ اعظم

چلو چل کے قرباں ہو جائیں بسملؔ
کہ یاد آتے ہیں دم بدم غوثِ اعظم

کم از کم ایسی منزل پہ ہو الفت غوثِ اعظم کی
کہ ہو انفاس میں محسوس قربت غوثِ اعظم کی

اب اس سے بڑھ کے کیا ہوگی کرامت غوثِ اعظم کی
کہ غیروں کے بھی دل میں ہے محبت غوثِ اعظم کی

رسولؐ اللہ کی سیرت رسولؐ اللہ کی صورت
وہی سیرت وہی صورت ہے حضرت غوثِ اعظم کی

بظاہر عبدِ قادر ہیں محی الدین جیلانی
حقیقت میں خدا جانے حقیقت غوثِ اعظم کی

"بُرے میرے ہیں" یہ فرمان ہے شاہِ رسالت کا
اُسی کی پیروی کرنا ہے عادت غوثِ اعظم کی

جہاں پہ نا اُمیدی منزل آخر میں ہوتی ہے
نظر آتی ہے اُس منزل پہ قدرت غوثِ اعظم کی

یہ جس کے دل میں بس جائے پھر اُسکے دل کا کیا کہنا
محبت اور پھر وہ بھی محبت غوثِ اعظم کی

سرِ محشر جو پوچھا جائیگا کیا ساتھ لایا ہے
کہوں گا میرا سرمایہ ہے نسبت غوثِ اعظم کی

اُنھیں کے نام کا سکہ اُنھیں کے نام کا چرچا
زمانہ میں ہے ہر سو پادشاہت غوثِ اعظم کی

محبت پیر کی بسملؔ ازل سے جزوِ ایماں ہے
سمائی ہے مری رگ رگ میں الفت غوثِ اعظم کی

ہزاروں جان و دل اُن پر فدا کرنے کو بسمل ہیں
جو مل جائے اُنھیں بسملؔ اجازت غوثِ اعظم کی

یا نبیؐ کن سرحدوں میں ہے ولایت غوثؒ کی
آپ ہی پہچان سکتے ہیں حقیقت غوثؒ کی

ہیں جلالِ مرتضیٰؓ عکسِ جمالِ مصطفیٰؐ
دیکھ سکتے ہیں ان آئینوں میں صورت غوثؒ کی

بے سہاروں بے کسوں کی دستگیری کیلئے
ڈھونڈتی رہتی ہے خود چشمِ عنایت غوثؒ کی

دے نہیں سکتا بنامِ حق انھیں شیطاں فریب
معرفت میں ہے یہ شانِ استقامت غوثؒ کی

ہیچ ہو جاتی ہے پھر اسکی نظر میں کائنات
جس پہ ہو جاتی ہے اک چشمِ عنایت غوثؒ کی

عبدِ قادر نے ہر اک ناقص کو کامل کر دیا
خوش نصیبوں کو ہی ملتی ہے یہ دولت غوثؒ کی

اس پہ خود دستِ نبوت سے بھی ہو جاتی ہے صادؔ
ثبت ہو جاتی ہے جب مُہرِ ولایت غوثؒ کی

وارثِ مشکل کشا ہیں انکی یہ میراث ہے
مشکلوں میں کام آنا ہے یہ عادت غوثؒ کی

زندگی میں قبر میں اور حشر کے میدان میں
ہر جگہ ہر وقت کام آئی ہے نسبت غوثؒ کی

کتنے ہی طوفان آتے بھی ہیں ٹل جاتے بھی ہیں
حشر تک یارب رہے نسبت سلامت غوثؒ کی

فضل سے اللہ کے میں غوثؒ کا ہوں غوثؒ کا
ہر قدم پہ ہے مجھے بسملؔ ضرورت غوثؒ کی

اہلِ عرفاں کو ہے خوب اس کا پتہ غوث الوریٰ
تم ازل سے ہو مشیت آشنا غوث الوریٰ

اے شبیہہ مصطفیٰ و مرتضیٰ غوث الوریٰ
آپ ان دونوں کے ہیں صورت نما غوث الوریٰ

ہر ادا ہے آپ کی سیرت رسول اللہ کی
چل رہا ہے اس کا سچ دھج سے پتہ غوث الوریٰ

بیخودی چھائی ہوئی ہے ربط کی منزل میں ہوں
ہے وظیفہ اب مرا غوث الوریٰ غوث الوریٰ

"لاتخف اللہ ربی" سے یہی ظاہر ہوا
حق سے ہے مضبوط رشتہ آپ کا غوث الوریٰ

بے قراری ہی مریضِ ہجر کی ہے زندگی
ہو چکا ہے یہ مرض اب لا دوا غوث الوریٰ

جبر کی منزل سے بھی ہنس کر گذر جاتا ہوں میں
آپ نے مجھکو دیا یہ حوصلہ غوث الوریٰ

خود مشیت مائل رحمت نظر آنے لگی
جب دیا میں نے تمہارا واسطہ غوث الوریٰ

ہو ادھر چشم کرم اے ذوالمنن اے ذوالکرم
آپ کی میراث ہے جود و سخا غوث الوریٰ

خوش نصیبی اس کو کہتے ہیں فنافی الغوث ہوں
یہ فنا در اصل ہے وجہِ بقا غوث الوریٰ

تمؔ باذن اللہ ہو جائے وہ بسمل کیلئے
اُس کو مل جائے جو دامن کی ہوا غوث الوریٰ

لب پہ خود بے ساختہ آیا ہے نامِ دستگیر
المدد اب اے خیالِ احترامِ دستگیر

حق کو خود اتنا ہے انکی دستگیری کا خیال
جو بھی مانگا مل گیا مجھکو بنامِ دستگیر

اے جہاں والو سنو سمجھو عمل کرتے رہو
ہے پیامِ سرورِ عالم پیامِ دستگیر

میکدہ ہے غوث کا رندانِ عرفانی پیو
ہے مئے حُبِّ حبیبِ حق بجامِ دستگیر

ان کو ہیں حاصل صفاتِ مصطفائی اسلیئے
اولیاء میں سب سے اعلیٰ ہے مقامِ دستگیر

یا مریدی لاتخف پر کاملاً ایقان ہے
اسلیئے بے خوف ہے ہر اک غلامِ دستگیر

اس نواسے نے کیا نانا کی فطرت پر عمل
دستگیری میں کٹے ہیں صبح و شامِ دستگیر

غوثِ اعظم اولیاء کے اس لیئے سرتاج ہیں
ہے نظامِ سرورِ عالم نظامِ دستگیر

شاد احساسات ہیں اور جان و دل ہیں مطمئن
شکر ہے بسمل کہ میں ہوں زیرِ بامِ دستگیر

دوشِ اقدس پر ہیں کس کے نقشِ پا غوث الوریٰ
یہ بھی ہے معراج کا اک معجزہ غوث الوریٰ

انبیاء و کبریا میں واسطہ ہیں مصطفیٰ
اولیاء و مصطفیٰ کا رابطہ غوث الوریٰ

پھر کسی کو بھی نہ ایسی افضلیت مل سکی
پھر زمانے نہ دیکھا آپ سا غوث الوریٰ

اللہ اللہ مصدر و مشتق میں کتنا فرق ہے
آپ ہیں بیشک شبیہ مصطفیٰ غوث الوریٰ

آنکھ والوں کو نظر آتے ہیں اس میں مصطفیٰ
در حقیقت آپ ہیں وہ آئینہ غوث الوریٰ

"یا محی الدین ترحمنا بلطفٍ واسعٍ"
اچھے اچھوں نے یہی دی ہے صدا غوث الوریٰ

آپ مشکل میں جو یاد آئے تو مشکل حل ہوئی
ہے تصور آپ کا عقدہ کشا غوث الوریٰ

چور کو بھی آپ نے ابدال کی بخشی سند
آپ پر ہے اس قدر فضلِ خدا غوث الوریٰ

آپ کی خاکِ قدم مل جائے تو اکسیر ہے
اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے کیمیا غوث الوریٰ

ہے یہی آنکھوں کا مصرف دید کا مقصد یہی
کچھ نہ دیکھوں میں تمہارے ماسوا غوث الوریٰ

گنبدِ خضرا کا منظر بھی ہے بسمل کو نصیب
جب سے آنکھوں میں ہے روضہ آپ کا غوث الوریٰ

درد ہجراں دیکھئے اور چشم گریاں دیکھئے
دیکھئے یا غوث یہ حالِ پریشاں دیکھئے

اے شہنشاہِ ولایت سیدِ عالی مقام
اس طرف بھی قبلۂ روشن ضمیراں دیکھئے

دستگیرِ بیکساں یہ وقت ہے امداد کا
میری کشتی دیکھئے اور جوشِ طوفاں دیکھئے

آپکی چشمِ کرم کا ہر طرح محتاج ہوں
حال قطرہ کا بھی اے دریائے عرفاں دیکھئے

غوثیت کے ابرِ باراں ہمکو بارش چاہیئے
اُجڑے گلشن کو بھی اے جانِ بہاراں دیکھئے

ہیں کھڑے دربار میں دامن کو پھیلائے ہوئے
شاہِ شاہانِ جہاں سوئے گدایاں دیکھئے

آپکے در پر کھڑے ہیں سائلانِ قادری
غوثِ اعظم قطبِ عالم شاہِ جیلاں دیکھئے

وقت کی رفتار نے بے طور روندا ہے ہمیں
دستگیرِ بیکساں سوئے غریباں دیکھئے

آپ کا بسمل کھڑا ہے آپ کے در پر حضور
اُس کے ارماں دیکھئے اور اُس کا داماں دیکھئے

جن کی ہوتی ہے بسر شان سے ایوانوں میں
ایسے سلطان بھی ہیں غوثؒ کے دربانوں میں

جن کو خود حق نے عطا کی ہے نگاہِ حق بیں
ہیں ازل ہی سے وہ سب غوثؒ کے دیوانوں میں

چشمِ عارف میں کبھی اور دلِ عاشق میں کبھی
ڈھونڈیئے پیر کو کچھ ایسے ہی کاشانوں میں

خود ہی بن جائیگی ہر موجِ تلاطم ساحل
ناخدائی جو رہے آپ کی طوفانوں میں

شمعِ بغداد ہے طیبہ کی ضیاء سے روشن
ساری دنیا ہے اسی شمع کے پروانوں میں

پیر کے در پہ ہوئی ختم تہی دامانی
درِ مقصود لیئے آئے ہیں دامانوں میں

جن کے صدقہ میں ہوئی عظمتِ انساں ظاہر
غوثِ اعظمؒ بھی ہیں ان چند ہی انسانوں میں

سرمدی کیف ہو یا ہو وہ سرورِ چشتی
عکس اُن کا ہی نظر آیا ہے پیمانوں میں

ہاتھ میں دامانِ اقدس ہو نظر رُخ پہ رہو
ایک ایسا بھی ہے ارماں مرے ارمانوں میں

غوثِ اعظمؒ سے جو رکھتے ہیں خصوصی نسبت
غوثؒ کا نور ہے ان سب کے شبستانوں میں

کاش بغداد سے ہو جائے طلب اے بسملؔ
ہم بھی شامل ہوں کبھی غوثؒ کے مہمانوں میں

وہی کچھ جانتے ہیں کیا مقامِ غوثِ اعظم ہے — کہ جن کے واسطے لطفِ دوامِ غوثِ اعظم ہے

عجب تاثیر اسمِ پاک میں ہے اسمِ اعظم کی — جو ہر مشکل میں کام آئے وہ نامِ غوثِ اعظم ہے

سہروردی ہوں چشتی شاذلی ہوں نقشبندی ہوں — ولایت کے ہر اک گل میں مشامِ غوثِ اعظم ہے

حضور اے کاش مشتاقانِ جلوہ کو نظر آئیں — زمانہ منتظر بہرِ سلامِ غوثِ اعظم ہے

محمدؐ کو ملا حق سے محمدؐ نے دیا اُن کو — ہمیں جو کچھ ملا ہے وہ بنامِ غوثِ اعظم ہے

یہاں چوری کو جو آئے تو وہ ابدال ہو جائے — عجب ہر ایک پہ فیضانِ عامِ غوثِ اعظم ہے

گماں بے ساختہ جس پہ ہوا نہج البلاغہ کا — بلاغت میں عجب طرزِ کلامِ غوثِ اعظم ہے

"قُدمت بر رقابِ اولیائے ہر زماں قائم" — ہر اک دوشِ ولایت پہ مقامِ غوثِ اعظم ہے

"فقد مال علی راسی علی روحی علی عینی" — اب اس معیار پہ ربطِ غلامِ غوثِ اعظم ہے

"نیاز اندر جنابِ پاک او از قدسیاں باید" — مگر لسبلؔ تو درباری غلامِ غوثِ اعظم ہے

"کہ آید جبرئیل از بہرِ کارِ دو بارِ دربانی"
یہ شانِ غوثِ اعظم یہ مقامِ غوثِ اعظم ہے

پیرانِ پیر مظہرِ نورِ خدا ہیں آپ
آئینۂ جمالِ رُخِ مصطفےٰ ہیں آپ

اللہ کے رسول کا اک معجزہ ہیں آپ
اللہ جانتا ہے کہ دراصل کیا ہیں آپ

ہر حیثیت سے وارثِ مشکل کشا ہیں آپ
جزوِ حسنؓ اور دلِ فاطمہؓ ہیں آپ

تصویر مصطفیٰ کی ہے رنگِ جمال میں
شانِ جلال میں تو علیؓ مرتضیٰ ہیں آپ

سمجھے وہ آپ کو جو ہے خود آپ سے بلند
یہ مصطفےٰ بتائیں گے دراصل کیا ہیں آپ

اس نور کے وسیلہ سے ہوتی ہے معرفت
دل کے ہر ایک گوشہ میں جلوہ نما ہیں آپ

رفعت پہ جس کی فرش بھی نازاں ہے عرش بھی
ہر وقت اس مقام پہ غوث الوریٰ ہیں آپ

میں آپ کی تلاش میں تھا مل گئے رسولؐ
اب یہ پتہ چلا کہ نبیؐ کا پتہ ہیں آپ

بسملؔ پہ بے خودی میں کھلا ہے کبھی یہ راز
محبوبیت کی شان میں سرِّ انا ہیں آپ

غوثُ الوریٰ کا فیضِ نظر دیکھتا ہوں میں
ہر لمحہ اک سکونِ دگر دیکھتا ہوں میں

جب سے جمالِ غوثؒ ہے میری نگاہ میں
کس اوج پر ہے میری نظر دیکھتا ہوں میں

یہ اُن کی چشم گیری کا اعجاز دیکھئے
بس اُن کو دیکھتا ہوں جدھر دیکھتا ہوں میں

اُس مظہرِ صفاتِ محمدؐ کے میں نثار
جس میں کمالِ حُسنِ بشر دیکھتا ہوں میں

آتے ہی پیر کے رُخِ پُر نور کا خیال
خود اپنی شامِ غم کی سحر دیکھتا ہوں میں

سارا زمانہ پھیر لے نظریں تو غم نہیں
بس غوثؒ کے کرم کی نظر دیکھتا ہوں میں

میری نظر ہے اہلِ نظر کی نگاہ پر
اہلِ نظر کی اُن پہ نظر دیکھتا ہوں میں

رکھتا ہوں پہلے در پہ جبینِ نیاز کو
پھر اُس کے بعد قیمتِ سر دیکھتا ہوں میں

کوتاہ دامنی بھی مرے کام آگئی
اُن کی عطا کو بارِ دگر دیکھتا ہوں میں

اک لمحہ یادِ غوثؒ سے جو غفلت جو ہوگئی
ہستی کو اپنی زیر و زبر دیکھتا ہوں میں

روزِ ازل سے بسملِ پیرانِ پیرؒ ہوں
نسبت کا مستقل یہ اثر دیکھتا ہوں میں

پڑ گئی ہے جب کوئی اُفتاد یا پیرانِ پیر
دستگیری آ گئی ہے یاد یا پیرانِ پیر

دل ہے دردِ عشق سے آباد یا پیرانِ پیر
ہو کے بھی ناشاد میں ہوں شاد یا پیرانِ پیر

جب کسی نے کی کوئی بیداد یا پیرانِ پیر
یاد آیا "لاتخف" ارشاد یا پیرانِ پیر

اللہ اللہ اہتمامِ جلوۂ نورِ قدم
منسلک طیبہ سے ہے بغداد یا پیرانِ پیر

لوگ دنیا کے ہر اک گوشہ سے دیتے ہیں صدا
خاطرِ ناشاد را کُن شاد یا پیرانِ پیر

آپ ہی کیا دستگیری کیلئے ہر دور میں
کام آئی آپ کی اولاد یا پیرانِ پیر

سالکانِ حق کی ہر عُقدہ کُشائی کیلئے
مرکزِ انوار ہے بغداد یا پیرانِ پیر

آپ ہی کا ذکر ہے ذکرِ نبیؐ ذکرِ خدا
اہلِ عرفاں کے ہیں دل آباد یا پیرانِ پیر

دستگیری قبلِ فریاد آپ جب کرتے رہیں
کیا رہے پھر حاجتِ فریاد یا پیرانِ پیر

ذکر کیا اپنوں کا خود احساں فراموشوں کی بھی
آپ نے کی بارہا امداد یا پیرانِ پیر

اپنے **بسمل** کا سراپا آپ ہی خود دیکھ لیں
کیا سناؤں ہجر کی روداد یا پیرانِ پیر

یوں تو سلطانوں کے بھی سلطاں ہیں آپ
قلب میں مفلس کے بھی مہماں ہیں آپ

اے محی الدین محبوبِ الٰہ
حق تعالیٰ کا عجب احساں ہیں آپ

ہر مصیبت میں ہر آڑے وقت میں
بے کس و مظلوم کے پُرساں ہیں آپ

"دامنت سرپوشِ بادا دائما"
کیا کہوں کتنے بڑے انساں ہیں آپ

"بر سرِ جرمِ محمد قادری"
ایسے بھی اقطاب کے سلطاں ہیں آپ

نعرۂ یا غوث نے سمجھا دیا
لُطف کا اک مستقل عنواں ہیں آپ

آپ سے وابستہ ہیں بندہ نواز
ہم غلاموں کے لئے پُرساں ہیں آپ

اُس قدر ہم آپ پر قربان ہیں
مصطفیٰ پر جس قدر قرباں ہیں آپ

بسملِ عاجز کا یہ ایقان ہے
دل کسی کا اور کسی کی جاں ہیں آپ

آپ پر بسمل ہیں خوبانِ جہاں
غوث اعظم خسرِوِ خوباں ہیں آپ

روئے احمد کی تجلّی ہے کہ روئے غوث ہے
رہ گذارے راہِ طیبہ ہے کہ کوئے غوث ہے

کیا بتاؤں کس قدر اب آرزوئے غوث ہے
دل بھی سوئے غوث ہے اور جاں بھی سوئے غوث ہے

میکشی اُسکی ہے کیف اُسکا ہے اُسکا ہے سرور
اُسکا کیا کہنا ہے جو مستِ سبوئے غوث ہے

مصطفیٰ و فاطمہ سے اُس کی قربت ہی نہیں
وہ عدوئے مرتضیٰ ہے جو عدوئے غوث ہے

دیکھ لیتا ہے وہ اپنے دل میں جلوہ غوث کا
جسکو اے زاہد حقیقی جستجوئے غوث ہے

دل مرا مجھکو نظر آنے لگا ہے آئینہ
فیضِ نسبت سے جو اس میں عکسِ روئے غوث ہے

عبدِ قادر کو عطا قادر نے کی ہے یہ کشش
دونوں عالم میں فدا یہ جذبِ روئے غوث ہے

پیر سے رشتہ نہیں ٹوٹا ہے ہنگامِ صلوٰۃ
سر تو سجدہ میں ہے اور آنکھوں میں روئے غوث ہے

ربط و نسبت نے تصور کو دیا ہے یہ مقام
اللہ اللہ آج بسملؔ روبروئے غوث ہے

یا غوثؒ میرا دیں مرا ایماں تمہیں تو ہو
المختصر حیات کا عنواں تمہیں تو ہو

سب انبیاء میں جیسے نمایاں حضورؐ ہیں
سب اولیاء میں خاص نمایاں تمہیں تو ہو

کہتی ہے صاف یہ رُخِ تاباں کی روشنی
محبوبیت کی شمعِ فروزاں تمہیں تو ہو

جس مظہرِ اتم کی زمانے کو ہے تلاش
میری نظر میں وہ شہِ خوباں تمہیں تو ہو

بے خطر ہوں تلاطم و امواج سے حضور
کشتی کے پاسباں دمِ طوفاں تمہیں تو ہو

اللہ اور رسولؐ کی پہچان جس سے ہو
وہ رہنمائے جادۂ عرفاں تمہیں تو ہو

بے آسرا ہوں تم کو صدا دے رہا ہوں میں
یا پیر مجھ غریب کے پُرساں تمہیں تو ہو

اللہ نے دیا ہے تمہیں خاص یہ مقام
مسند نشینِ محفلِ خاصاں تمہیں تو ہو

سرسبز ہے تمہیں سے مرا گلشنِ سلوک
جانِ بہار جانِ گلستاں تمہیں تو ہو

تم کو نہ وہ تڑپ کے پکارے تو کیا کرے
ہر قادری کے درد کا درماں تمہیں تو ہو

ہوں قطرۂ حقیر میں۔ دریا ہو غوثؒ تم
بسملؔ ہے مور اور سلیماں تمہیں تو ہو

اس قدر ہے مجھ پہ روحانی عنایت غوثؒ کی
دیتے ہیں آواز حاصل ہے معیت غوثؒ کی

صدرِ بزمِ اولیاء ہیں صدرِ بزمِ اصفیاء
بن گئی ہے غوثؒ کا حصہ یہ وحدت غوثؒ کی

دستِ قدرت سے ہے یوں مربوط دستِ دستگیرؒ
دست گیری کر رہا ہے دستِ قدرت غوثؒ کی

عبدِ قادر معجزہ ہیں احمدِ مختارؐ کا
دے رہی ہے یہ گواہی ہر فضیلت غوثؒ کی

عرش پر معراج کی شب رکھ کے کاندھوں پر قدم
شان دکھلاتے ہیں یوں شاہِ رسالتؐ غوثؒ کی

ایسی منزل میں کسی کا رنگ جمتا ہی نہیں
رنگ پر جس وقت آتی ہے محبت غوثؒ کی

"یا قطب یا غوثِ اعظمؒ یا ولی روشن ضمیر"
دیکھیے کس کی زباں پر ہے یہ عظمت غوثؒ کی

"بندہ ام درماندہ ام جز تو ندارم دستگیرؒ"
ہم تو کیا ہے اچھے اچھوں کو ضرورت غوثؒ کی

"بر در درگاہِ والا سائلم اے آفتاب"
اس طلب سے ہے عیاں شانِ سخاوت غوثؒ کی

"خاطرِ ناشاد را کن شاد یا پیرانِ پیرؒ"
ہو کے خود بندہ نوازؒ اور استعانت غوثؒ کی

کیا بتاؤں کتنے جلوؤں سے مشرف ہو گیا
جب بھی اے بسمل ہوئی مجھکو زیارت غوثؒ کی

کم سے کم ایسا بنا دو پیرِ لاثانی مجھے
دیکھ کر ہونے لگے خود کو بھی حیرانی مجھے

میں نہیں کہتا کہ دیں سرکارِ سلطانی مجھے
چاہیئے بس آپ کے اک در کی دربانی مجھے

"یا قطب یا غوثِ اعظم یا ولی روشن ضمیر"
یاد آیا ہے تمہارا اسمِ لاثانی مجھے

آستاں پر آپ کے جب چاہوں آسکتا ہوں میں
روک سکتی ہے کہاں دنیا یہ دیوانی مجھے

جس سے حاصل ہو شعورِ بندگی اور آگہی
ساقیٔ بغداد دیں اک جامِ عرفانی مجھے

آپ کے در کی غلامی سے یہ حاصل ہو گیا
ہو گئی آساں خدا بینی خدادانی مجھے

اب غمِ امروز ہے دل میں نہ فردا کا خیال
آپ ہیں میری مدد پر کیا پریشانی مجھے

ہر نفس پر مل رہا ہے اک پیامِ معرفت
جب سے حاصل ہے تمہارا فیضِ روحانی مجھے

تابشِ انوار سے گم ہو گئے ہوش و خرد
کس طرف لیجائے گی جلوؤں کی تابانی مجھے

ہو چکا ہوں اہلِ دنیا کی عطا سے بے نیاز
جب سے حاصل ہے عطائے قطبِ ربانی مجھے

آیئے امداد کو اے دستگیرِ دو جہاں
کر رہا ہے آج بسمل دردِ پنہانی مجھے

غوثِ اعظمؒ کی یاد جب سے ہے
زیست بیگانہ ہر طلب سے ہے

اسمِ اعظم کی دیکھ لی تاثیر
نامِ اقدس زباں پہ جب سے ہے

دستگیری کو آئیے آقاؒ
آپ کا انتظار کب سے ہے

آپ ہی آپ ہیں نگاہوں میں
دیکھنے کا شعور جب سے ہے

آپ سے ربطِ خاص ہے ہم کو
آپ کو ربطِ خاص ربّ سے ہے

آپ کے در سے مانگنے والا
ہر طرح بے نیاز سب سے ہے

قربتِ مصطفیٰؐ ہوئی حاصل
آپ کی یاد دل میں جب سے ہے

"لاتخف" ہر مرید سے کہدے
بات ممکن کہیں یہ سب سے ہے

وقت آخر ہے آئیے آقا
منتظر یہ غلام کب سے ہے

عبدِ قادر میں ہے جبھی قدرت
اُن کی ہر بات حکمِ رب سے ہے

یہ سخاوت ہے اُن کی اے بسملؔ
جو عطا ہے سوا طلب سے ہے

مجھے غوث الوریٰ کے در پہ جا کر — ہے مرنا حالِ غم اک دن سنا کر

جسے چھوڑیں حضورؐ اپنا بنا کر — اُسے دنیا کرے گی کیا ستا کر

عجب فیضِ درِ غوث الوریٰ ہے — سبھی اُٹھے یہاں قسمت بنا کر

تمہاری برتری تسلیم کی ہے — سبھی نے گردنیں اپنی جھُکا کر

تمہارا نام ردِّ ہر بلا ہے — ہزاروں بار دیکھا آزما کر

ولائے غوثِ اعظم ہے وہ دولت — میں سب کچھ بھول بیٹھا اس کو پا کر

ملے اُن کو مقاماتِ ولایت — چلے جو آپ کو رہبر بنا کر

ہے اُس کی منزلِ ما بعد طیبہ — جو رک جائے تمہارے در پہ آ کر

بہت مدت سے ہے اس کی تمنا — سُناؤں حالِ دل بغداد جا کر

بُرا ہوں یا بھلا ہوں آپ کا ہوں — نہ رسوا کیجئے اپنا بنا کر

شعورِ عبدیت ہے کتنا بسمل
مشیت دیکھتی ہے آزما کر

منقبت حضرت سیدنا خواجہ اعظم غریب نوازؒ

خود وہ ہو جاتا ہے پھر صاحبِ قسمت خواجہؒ
جس کو ملتی ہے ترے در کی دولت خواجہؒ

خواجگی کی یہ نمایاں ہے علامت خواجہؒ
تو جدھر ہوگا ادھر ہوگی مشیت خواجہؒ

خود سنورتا ہے مرا ذوقِ عبادت خواجہؒ
میرے ایماں کی بقا ہے تری نسبت خواجہؒ

ہند میں پھیلی ہیں ہر سمت اسی کی کرنیں
بن کے اجمیر میں ہے مہرِ ولایت خواجہؒ

جی رہا ہوں میں اسی کا تو سہارا لیکر
تو سلامت تری نسبت ہے سلامت خواجہؒ

یوں تو کتنے ہی سلاطینِ زماں آئے گئے
آج تک بھی ہے یہاں تیری حکومت خواجہؒ

جن کو دولت کی ضرورت ہے انھیں تو دیدے
چاہتا ہوں میں تری دولتِ قربت خواجہؒ

مانگنا فطرتِ سائل ہے تجھے ہے معلوم
مانگنے والوں کو دینا تری عادت خواجہؒ

جی رہا ہوں تری نسبت کا سہارا لیکر
درحقیقت ہے یہی میری حقیقت خواجہؒ

جب میں دیتا ہوں صدا سیلِ حوادث میں تجھے
مجھکو ہو جاتا ہے احساسِ معیت خواجہؒ

اپنے اجداد کی نسبت سے ترا اکملؔ ہوں
جن کو دیرینہ سے ترے در گھر سے ہے نسبت خواجہؒ

شاہِ ہندوستاں خواجۂ خواجگاں
آسماں آستاں خواجۂ خواجگاں

ہیں حبیبِ خدا اور عطائے نبیؐ
مقبلِ مقبلاں خواجۂ خواجگاں

تم نے دکھلایا کتنوں کو فیضان سے
بے نشاں کا نشاں خواجۂ خواجگاں

خود علیؓ کی وراثت بھی تمکو ملی
حق جہاں تم وہاں خواجۂ خواجگاں

دین و دنیا میں کس شئے کی مجھکو کمی
تم یہاں تم وہاں خواجۂ خواجگاں

کتنے خسرو ہیں جو تم سے منسوب ہیں
خسروِ خسرواں خواجۂ خواجگاں

ہر مصیبت میں ہیں میری امداد کو
قبلۂ دو جہاں خواجۂ خواجگاں

نامِ اقدس تمہارا ہے وردِ زباں
خواجۂ خواجگاں خواجۂ خواجگاں

اہل دل ہی سمجھتے ہیں اس رمز کو
دل پہ ہیں حکمراں خواجۂ خواجگاں

ہند سے میں مدینہ پہونچ جاؤں گا
تم ہو جب درمیاں خواجۂ خواجگاں

قلبِ بسملؔ میں ہو چشمِ عاشق میں ہو
تم نہاں تم عیاں خواجۂ خواجگاں

تو عطائے رسولِ خدا ہے یہاں خواجہ ہند اے خواجۂ خواجگاں
ترے اوصاف کیا کہہ سکوں میں بیاں خواجہ ہند اے خواجۂ خواجگاں

لے کے آیا ہوں نذرانۂ دل یہاں خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں
اب نہ اٹھوں گا میں چھوڑ کر آستاں خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں

تو ہے سلطانِ اقلیم ہندوستاں خواجہ ہند اے خواجۂ خواجگاں
کوئی بھی تیرا ہمسر نہیں ہے یہاں خواجہ ہند اے خواجۂ خواجگاں

مصطفیٰ کا ملا تجھ کو حسنِ بیاں خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں
تیرے منھ میں ہے شیرِ خدا کی زباں خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں

سو نجکر کیا نہیں تیرے امکان میں جس نے آواز دی تجھکو طوفان میں
اس کی کشتی کا تو بن گیا پاسباں خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں

آرہا ہے رجب کا مہینہ مگر چاہیے مجھ کو تیرے کرم کی نظر
آرزوئے زیارت ہوئی ہے جواں خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں

کیسے گیسوں کا ان میں ہے تو رہنما ڈھونڈتے ہیں یہ سب تیرے ہی نقش پا
اولیاء کا ترے ساتھ ہے کارواں خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں

تو مشیت کا ہے اور مشیت تیری اللہ اللہ رے شانِ ولایت تری
ہے عیاں تجھ پہ ہر ایک سرِ نہاں خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں

رنگ پہ جب کبھی آتا ہے جوشِ جنوں یاد سے تری ملتا ہے اسکو سکوں
وجہِ صبر و قرارِ دلِ عاشقاں خواجۂ ہند اے خواجۂ خواجگاں

رُباعی

در پر ہے ترے سارا زمانہ خواجہ
کب تک رہوں محرومِ تمنّا خواجہ
یہ میرا مقدر ہے کہ میں تیرا ہوں
ہر دم ہے وظیفہ میرا خواجہ خواجہ

عطا ہو مجھ کو وہ ذوقِ نظر غریب نوازؒ — تمہیں کو دیکھوں میں دیکھوں جدھر غریب نوازؒ

نہیں ہے خود مجھے اپنی خبر غریب نوازؒ — ہے جب سے آپ کی چوکھٹ پہ سر غریب نوازؒ

بڑی اُمید سے حاضر ہوا ہوں روضہ پر — ہو مجھ پہ لطف و کرم کی نظر غریب نوازؒ

مذاقِ سجدہ ہے اُس کا نصیب اُسکے ہیں — ہے جس کا آپ کی چوکھٹ پہ سر غریب نوازؒ

نظر ہے جس پہ تمہاری ہے وہ نظر والا — خدا نے دی ہے تمہیں وہ نظر غریب نوازؒ

وہ جس کے دل میں تمہارا غمِ محبت ہے — ملا ہے اُسکو غمِ معتبر غریب نوازؒ

ندا یہ غیب سے آنے لگی دمِ فردا — کہ تیرے حال سے ہیں باخبر غریب نوازؒ

وہ دیکھ لیتے ہیں نورِ محمدؐ ہی تم میں — ملا ہے جن کو شعورِ نظر غریب نوازؒ

تمہارا نام زباں پر ہو جھومتا جاؤں — ہو مجھ پہ وہ نگہ کیف اثر غریب نوازؒ

ملی ہے یہ صفتِ مصطفیٰؐ بھی ورثہ میں — ہر اک غریب سے ہیں باخبر غریب نوازؒ

تمہارے لطف و کرم کا ہے مستحق بسمل
تمہارا ہو کے وہ جائے کدھر غریب نوازؒ

غریبوں میں ادھر شامل معین الدین چشتی ہیں　　محمد سے ادھر واصل معین الدین چشتی ہیں
علی کا خون ہے ان میں نبی کا فیض ہے انمیں　　علی کی جاں نبی کا دل معین الدین چشتی ہیں
ہزاروں کیلئے منزل نظام الدین ہیں لیکن　　نظام الدین کی منزل معین الدین چشتی ہیں
یہ سارا ناز ہے نسبت کے بل پر آپ سے ورنہ　　کہاں ہم آپ کے قابل معین الدین چشتی ہیں
جہاں طوفانِ غم میں ہر سہارا ٹوٹ جاتا ہے　　وہاں امید کا ساحل معین الدین چشتی ہیں
اک ایسا بھی مقام آیا کبھی ان کے تصور میں　　ہوا محسوس گویا دل معین الدین چشتی ہیں
حکومت ہند کی دی ہے انھیں شاہِ دو عالم نے　　غریبوں میں مگر شامل معین الدین چشتی ہیں
ابو اسحاق سے تا خواجۂ عثمانِ ہارونی　　سلوکِ چشت کا حاصل معین الدین چشتی ہیں
بہت سے جن کے خادم رہبرِ منزل ہیں لاکھوں کے　　اک ایسے رہبرِ کامل معین الدین چشتی ہیں
غریبوں پر ہمیشہ سے نگاہِ خاص ہے انکی　　غریبوں سے کہاں غافل معین الدین چشتی ہیں

چھٹی تاریخ آتے ہی ہزاروں دل تڑپتے ہیں
ہزاروں آپ کے بسمل معین الدین چشتی ہیں

اے نورِ عینِ پنجتن خواجہ معین الدین حسنؒ
قربان بر تو جانِ من خواجہ معین الدین حسنؒ

ہست ایں رُخِ زیبائے تو عکسِ جمالِ مصطفٰےؐ
بر تو فدا ایمانِ من خواجہ معین الدین حسنؒ

از بارگاہِ لامکاں بیساختہ آمد ندا
محبوبِ ربِّ ذوالمنن خواجہ معین الدین حسنؒ

اے خواجۂ ہند الولی تو در گروہِ اولیاء
لاریب شمعِ انجمن خواجہ معین الدین حسنؒ

اے سروِ باغِ آبرو دارم ہزاراں آرزو
گاہے نظر بر من فگن خواجہ معین الدین حسنؒ

ایں جا توئی آں جا توئی پیدا توئی پنہاں توئی
اجمیر باشد یا دکن خواجہ معین الدین حسنؒ

مجروحِ سنبھلؔ بینوا مہجورِ تو اے خسروا
خواہد ہوائے پیرہن خواجہ معین الدین حسنؒ

قطعہ

بختیار کعکی کا دیدنی نظارہ ہے
قطب ہی کے سینہ میں خواجہ جلوہ فرما ہے
سمجھ نہیں ہے اے سنبھلؔ ان کی دوری بظاہر
ان کا قربِ باطن ہی یکہ بستی کا سہارا ہے

جمالِ ذات کے مظہر محی الدین معین الدین
ہیں دونوں حسن کے پیکر محی الدین معین الدین

جمالِ ساقیِ کوثر محی الدین معین الدین
جلالِ حیدرِ صفدر محی الدین معین الدین

لیا ہے مشکلوں میں کام میں نے اسمِ اعظم کا
تمہارے نام سے اکثر محی الدین معین الدین

گماں ہوتا ہے نورِ لم یزل کا اہلِ باطن کو
تمہارے روئے روشن پر محی الدین معین الدین

جبینِ اولیاء کو ناز ہے کیا ذکر ہے میرا
تمہارے در کے سجدوں پر محی الدین معین الدین

یقیں ہے بٹ گئے حسبِ مراتب آپ دونوں میں
ہیں جو اوصافِ پیغمبر محی الدین معین الدین

مجھے اجمیر تا بغداد حاصل سیرِ باطن ہے
عجب پُر کیف ہے منظر محی الدین معین الدین

سمجھ لیجے کہ سر پر جسمِ بے سایہ کا سایہ ہے
ہیں قائم اپنے جب سر پر محی الدین معین الدین

مقدر سے جو ان کو مل گئے اس شان کے آقا
غلام اتراتے ہیں تم پر محی الدین معین الدین

میرے ربطِ غلامی کا تعارف آپ کر دینا
جب آئیں شافعِ محشر محی الدین معین الدین

بقولِ حضرتِ عاشقؔ میں کہتا ہوں یہی بسملؔ
ہیں میرے اندر و باہر محی الدین معین الدین

زندگی خواجہ کے پروانوں کی اجمیر میں ہے
شمع طیبہ میں ہے اور روشنی اجمیر میں ہے

جس طرف دیکھئے خواجہ کے ہیں جلوے روشن
میرے خواجہ کی عجب خواجگی اجمیر میں ہے

ہاتھ خالی کوئی جاتے نظر آتا ہی نہیں
کیوں نہ ہو جب کہ اک ایسا سخی اجمیر میں ہے

میکشو آؤ جو پینا ہو تمہیں کیفِ دوام
بادۂ چشت بھی ہے ساقی بھی اجمیر میں ہے

درِ خواجہ پہ جبھی ہوتی ہے مشکل آساں
آپ کا نورِ نظر یا علی اجمیر میں ہے

دولتِ دیں بھی یہاں دولتِ دنیا بھی یہاں
کونسی شئے ہے کہ جس کی کمی اجمیر میں ہے

ربط و نسبت کی قسم فرطِ محبت کی قسم
دل یہاں ہو بھی تو دل کی لگی اجمیر میں ہے

ان کے دیوانے ہیں دنیائے خرد کے رہبر
آگہی جس سے ہو وہ بے خودی اجمیر میں ہے

عطر افشاں جو ہے ہر وقت فضائے اجمیر
غالباً طیبہ کی کوئی گلی اجمیر میں ہے

درِ خواجہ پہ جو سر رکھا تو محسوس ہوا
کچھ عجب کیفیتِ بندگی اجمیر میں ہے

اس کو اسلاف سے یہ دولتِ دارین ملی
کبھی بغداد میں بسمل کبھی اجمیر میں ہے

ہے پیشِ قلب و نظر کا پیام یا خواجہؒ
قبولیت ہے فقط تیرا کام یا خواجہؒ

دیارِ ہند کا تو ہے امام یا خواجہؒ
ہے تو رسول کا قائم مقام یا خواجہؒ

سوا تیرے نہیں اُن کی نظر خود اپنے پر
جنہیں ہے تیری محبت سے کام یا خواجہؒ

ملے نہ جب تک اجازت میں آ نہیں سکتا
یہاں ہوں قید بہ قیدِ مقام یا خواجہؒ

بقیدِ ظرف سبھی پر ہے تیرا لطف و کرم
پکارتے ہیں تجھے خاص و عام یا خواجہؒ

بڑے ہی کیف میں ہیں زندگی کے لیل و نہار
ہے میرے وردِ زباں صبح و شام یا خواجہؒ

کھلا ہوا ہے درِ میکدہ ترا ہر وقت
نہیں ہے کوئی یہاں تشنہ کام یا خواجہؒ

وہ اپنے ہوں کہ پرائے ہیں سب یہاں موجود
ہے تیرا در ہی درِ فیضِ عام یا خواجہؒ

جو اقتدارِ زمانہ سے بھی نکل نہ سکا
لیا ہے نام سے تیرے وہ کام یا خواجہؒ

جو بے خودی میں پکارا ہوں بار بار تجھے
ملی ہے لذتِ لطفِ دوام یا خواجہؒ

بس ایک چشمِ عنایت کا منتظر بسملؔ
کھڑا ہے کب سے برائے سلام یا خواجہؒ

نہ ہو جس دل میں پیدا ہی محبت میرے خواجہ کی
کریں محسوس وہ کیوں کر عنایت میرے خواجہ کی

نظر آئے خدائی پر حکومت میرے خواجہ کی
کوئی اجمیر میں دیکھے یہ قدرت میرے خواجہ کی

جمالِ مصطفیٰ اِن میں جلالِ مرتضیٰ اِن میں
انھیں دونوں کا مجموعہ ہے سیرت میرے خواجہ کی

ہزاروں منکرِ حق بھی نظر آتے ہیں روضہ پر
انھیں بھی کھینچ لاتی ہے ضرورت میرے خواجہ کی

علاءالدین نظام الدین فرید الدین قطب الدین
یہ وہ ہیں بٹ گئی ہے جن میں دولت میرے خواجہ کی

وہ مجبورِ مقدر جو مدینہ جا نہیں سکتا
ہے اُسکے واسطے کافی زیارت میرے خواجہ کی

وہی نسخہ دیا بیمار کو جس کی ضرورت تھی
بہت سوں نے نہیں سمجھی یہ حکمت میرے خواجہ کی

نبی کی دید بھی ہو گی علی کی دید بھی ہوگی
مری آنکھوں سے دیکھے کوئی صورت میرے خواجہ کی

جنھیں شک ہو مصیبت میں وہ انکو بھول کر دیکھیں
خبر ہو گی کہ ہے کتنی ضرورت میرے خواجہ کی

کئی خدام اُن کے آج آقائے زمانہ ہیں
عجب منزل پہ ہے شانِ ولایت میرے خواجہ کی

وہاں تبلیغ کی تکمیل جہاں سب منکرِ حق تھے
محمدؐ سے بہت ملتی ہے سیرت میرے خواجہ کی

منقبت حضرت سیدنا بندہ نوازؒ

جس نے تمہیں پکارا بندہ نوازؒ خواجہ
تم بن گئے سہارا بندہ نوازؒ خواجہ

کیجے کرم خدارا بندہ نوازؒ خواجہ
تقدیر کا ہوں مارا بندہ نوازؒ خواجہ

بندہ نوازیوں کی دکھلائی شان تم نے
جس وقت بھی پکارا بندہ نوازؒ خواجہ

اسلاف بھی ہیں نازاں تم اُس مقام پر ہو
رتبہ ہے یہ تمہارا بندہ نوازؒ خواجہ

اُمید لے کے آؤں مایوس ہو کے لوٹوں
ایسا نہ ہو خدارا بندہ نوازؒ خواجہ

باقی رہی نہ اُس کو تقدیر سے شکایت
جو ہو گیا تمہارا بندہ نوازؒ خواجہ

ہر شخص آستاں پر محسوس کر رہا ہے
ہے ہر طرح ہمارا بندہ نوازؒ خواجہ

اورنگ زیبؔ آکر قدموں میں جھک گئے ہیں
رتبہ ہے یہ تمہارا بندہ نوازؒ خواجہ

تم نے طلب کیا ہے حاضر ہوا ہے سنبھلؔ
مہمان ہے تمہارا بندہ نوازؒ خواجہ

منقبت حضرت سیدنا امیر ابوالعلاء

جس کو بنا دیا ہے خدا نے ابوالعلا
کرتا ہوں اس کے نام سے مدحت کی ابتداء

ہیں سلسلہ کے سب سے بڑے پیر ابوالعلاؒ
با مصطفیٰؐ رہے ہیں ہمیشہ یہ با خدا

اجمیر سے مدینہ کا ملتا ہے سلسلہ
کیا ہو تعین اُن کے حقیقی مقام کا

دراصل اس مقام سے ہے اُن کی ابتداء
محبوب یہ خدا کے ہیں محبوبِ مصطفیٰؐ

چھو سکتا بھی نہیں کوئی ان کے مقام کو
عرفانِ بوالعلاؒ کا نہیں سب کو حوصلہ

ہیں سینکڑوں کی پیر ہزاروں کے رہنما
سونچا ہے جب بھی آئی ہے دل سے یہی صدا

طے ہو گئے سلوک کے سب اسکو مرحلے
قسمت سے ہو گیا جسے عرفانِ ابوالعلاؒ

جب اُن کی دُھن میں مجھکو نظر آئی روشنی
آئی صدا کہ ہے یہی فیضانِ بوالعلاؒ

لکھ لیجئے کہ اُس کی دُعا رد نہ ہو سکی
دے جو بھی اُن کو حضرتِ قاسمؒ کا واسطہ

آتے ہی یہ خیال قلم ہو گیا رواں
جیسے کہ رہنمائے سخن خود ہوں بوالعلاؒ

مجھ کو ازل سے اُن کی گدائی پہ ناز ہے
ہوں میں ازل سے اُن کے ہی در کا پلا ہوا

بسملؔ تڑپ اُٹھا ہوں میں جب اُنکی یاد میں
"ہم تیرے ساتھ ہیں" یہی آنے لگی صدا

منقبت پیر شاہ محمد قاسمؒ حضرت شیخ جی حالی صاحبؒ

ہو عیاں کیوں کر کہ اب حالِ نہاں کچھ اور ہے　　جب سے وہ نزدیک ہیں طرزِ فغاں کچھ اور ہے

ذکر اُنکا ہے زباں پر اب زباں کچھ اور ہے　　آج اُن کے لطفِ پیہم کا بیاں کچھ اور ہے

فضلِ ربّ سے جس نظر میں وسعتِ کونین ہے　　وہ نگاہِ اہلِ نسبت ہی میاں کچھ اور ہے

رنگِ وحدت میں یہاں کھلتے رہے کثرت کے پھول　　یہ بہارِ بوالعلاؒ کا گلستاں کچھ اور ہے

کتنا نورانی امیرِ کارواں کا فیض ہے　　دیکھو شانِ بوالعلائیؒ کارواں کچھ اور ہے

چشمِ ظاہر کی بلندی اور ہے باطن کی اور　　آسماں کچھ اور اُن کا آستاں کچھ اور ہے

ہر جبیں جھکتے ہوئے محسوس کرتی ہے یہی　　حضرتِ شاہِ حسنؒ کا آستاں کچھ اور ہے

مسندِ قاسمؒ انھیں کی ہے کہ قاسمؒ جن کے ہیں　　کارواں کچھ اور گردِ کارواں کچھ اور ہے

چاہیئے بس ربط و نسبت کی مجھے دیوانگی　　ہوش کی منزل سے بھی بڑھ کر یہاں کچھ اور ہے

اک نگاہِ شاہِ قاسمؒ کر گئی بسمل مجھے
ورنہ میں قطرہ وہ بحرِ بیکراں کچھ اور ہے

شاہِ قاسمؒ پیر ہیں عالی جناب ہے زمانہ جن سے ابتک فیض یاب

آستاں پر جو ہوا ہے باریاب دین و دنیا میں ہوا وہ کامیاب

صاحبِ حالِ رسولِ مجتبیٰؐ مظہرِ شانِ جلالِ بوترابؓ

بن گیا جو آپ کے قدموں کی خاک اُس کی مٹی ہو نہیں سکتی خراب

ہے ہماری لاج تم پر منحصر آس تم سے ہے یہ اے عزت مآب

چشمِ بینا چاہیئے اس کے لیئے کس میں ہوگی آپ کے جلوں کی تاب

جانشینِ بوالعُلا جیسے یہ ہیں بوالعُلا ہیں جانشینِ بوترابؓ

اُن کی دُھن اُن کا تصور اُن کی یاد میں سمجھتا ہوں اُسے کارِ ثواب

شمسؒ و مقصودؒ دونوں مل کر جو ہیں ایک دامن اُسمیں اتنے ماہتاب

فیض سے روشن ہوئی ارضِ دکن آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

اکتسابی یہ نہیں تقدیر ہے

بسملِ مضطرؔ کا اُن سے انتساب

منقبت حضرت شاہ محمد حسن ابوالعلائیؒ

کردہ دل را مقامِ جلوہ روئے حسنؒ
مرحبا اے عظمتِ تقدیر دلجوئے حسنؒ

مرحبا بر ایں صلوٰۃِ رابطِ دلجوئے حسنؒ
سوئے کعبہ سجدہ و پیشِ نظر روئے حسنؒ

بوالعجب ایں عشق و مستی بوالعجب ایں آگاہی
ہر کجا بینم نظر آید مرا روئے حسنؒ

گر ہمیں خواہی بہ بینی آستانِ بوالعلاؒ
رہروے کوئے ابوالالہؒ برو کوئے حسنؒ

از گلستانِ شہ فرہادؒ دیرہاںؒ ہر زماں
در نسیم صبح می آید ہمی بوئے حسنؒ

من حدیثِ دل بگویم از کمالِ بیخودی
در خیالِ شاہِ قاسمؒ می روم سوئے حسنؒ

ہیچ آفت کئے رسد وابستۂ دامانِ او
سایہ افگن ہر نفس ہر لحظہ گیسوئے حسنؒ

انہماکِ رابطہ ہست اے دل نمازِ عاشقاں
سجدہ گاہِ اہلِ نسبت طاقِ ابروئے حسنؒ

جان و دل بسملؔ فدائے جانِ پاکاں میکنم
کردہ بسمل مرا ئے جلوئے روئے حسنؒ

منقبت حضرت مجدد الف ثانیؒ

کونین کے آقا تو سرکار محمدؐ ہیں
خاص ان کے غلاموں میں سرہند کے احمدؒ ہیں

غازی ہیں مجاہد ہیں اشد ہیں وہ ارشد ہیں
ارشاد کی مسند پہ وہ صاحبِ مسند ہیں

بطلانِ خدائی کو اور دینِ الٰہی کو
فرعون کو موسیٰؑ ہیں اکبر کو مجدد ہیں

سو صدیوں کے بعد آیا اللہ کا اک بندہ
کیا وصف کریں اسکا اوصاف تو بیحد ہیں

رہبر ہیں شریعت کے ہادی ہیں طریقت کے
خاتم ہیں ولایت کی مرجان و زبرجد ہیں

فاروقؓ معظم کے ہیں لختِ جگر ایسے
سرتا بہ قدم حق کی مضبوط جو سرحد ہیں

قدرت نے انھیں عمرِ مسنونِ نبی بخشی
امثالِ حسین ایسے شاید ہیں یا نایاب ہیں

انوار برستے ہیں اس واسطے مرقد پہ
انوار کا اک پیکر خود صاحبِ مرقد ہیں

خرقہ کی عطا ان کو صدیوں جو ہوئی پہلے
ثابت ہے اسی سے خود یہ غوثؒ کا مقصد ہیں

فیضانِ بہاءالدینؒ جاری جو ہوا ان سے
مرشد کی شباہت میں عرفانِ محمدؐ ہیں

ایقان یہ ہے بسملؔ دراصل ولی حق کے
سرکارؐ کے نائب ہیں امت کے بھی قائد ہیں

رباعیات

ہوتی ہے عمل کی روح جس کے تن میں
رہتے ہیں سمٹ کے جلوے اس کے من میں
ایمان کی خوشبو سے معطر ہیں وہ
جو پھول ہیں اعتقاد کے دامن میں

کیا شے ہے سزا اور جزا کیا جانے
یہ حسنِ عقیدت کا صلہ کیا جانے
صرف اتنا تو صداؤں کے ترتیب سمجھے
دیوانۂ عشق اس کے سوا کیا جانے